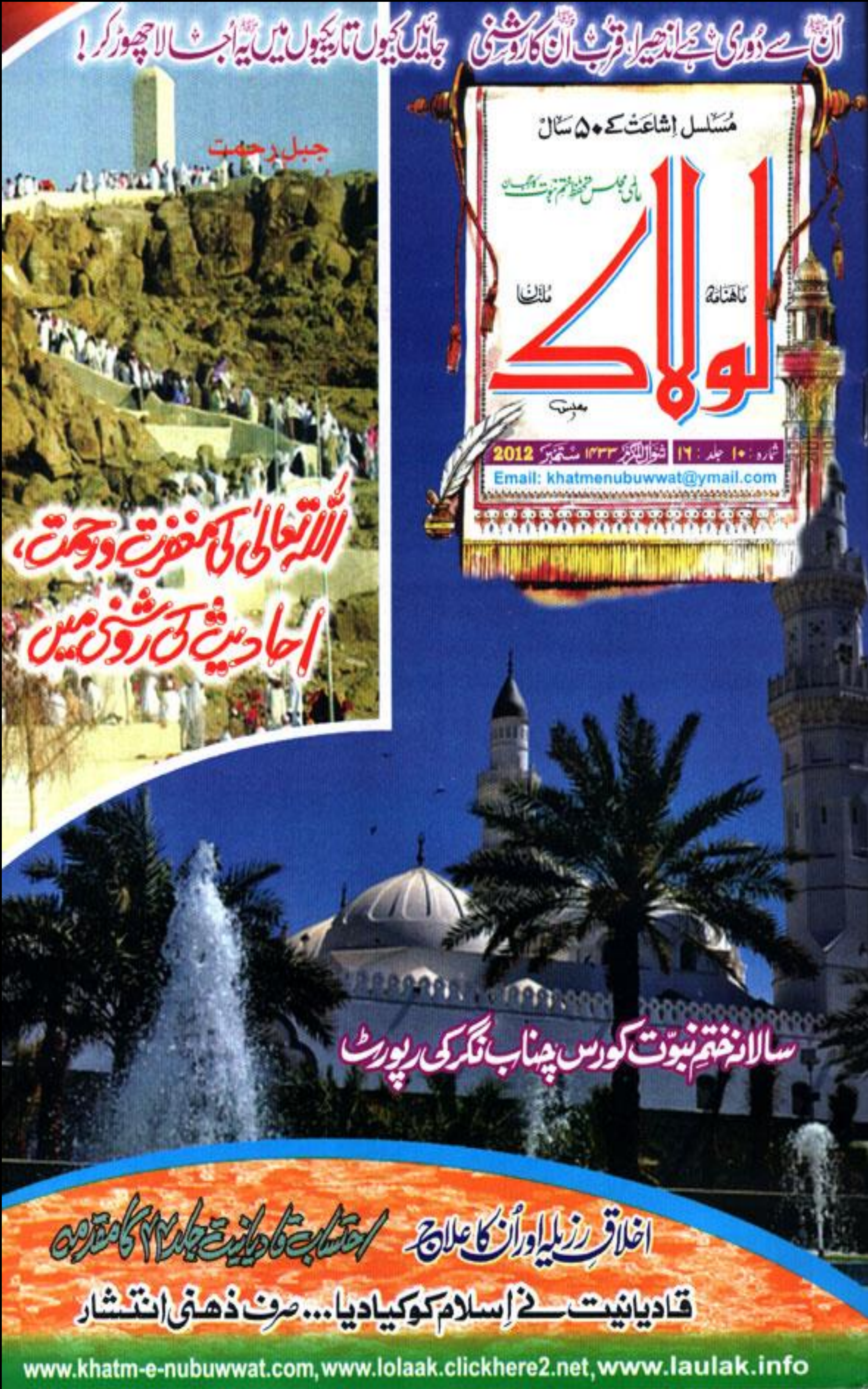
اُن ﷺ سے دُوری ہے اندھیرا، قربِ اُن ﷺ کا روشنی
جائیں کیوں تاریکیوں میں یہ اُجالا چھوڑ کر!
مُسلسل اِشاعت کے ۵۰ سال
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
ماہنامہ
لولاک
ملتان
شمارہ: ۱۰ جلد: ۱۶
شوال المکرم ۱۴۳۳ ستمبر 2012
Email: khatmenubuwwat@ymail.com
جبل رحمت
اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت، احادیث کی روشنی میں
سالانہ ختمِ نبوّت کورس چناب نگر کی رپورٹ
اخلاقِ رزیلہ اور اُن کا علاج
احتساب قادیانیت جلد ۴۲ کا مقدمہ
قادیانیت نے اِسلام کو کیا دیا... صرف ذھنی انتشار
www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۱۰ ○ جلد: ۱۶

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی رپورٹ	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات و مضامین

علم حدیث کی اہمیت	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	5
اللہ تعالیٰ کی مغفرت ورحمت، احادیث کی روشنی میں	مولانا احمد سعید دہلویؒ	14
اخلاق رذیلہ اوران کا علاج	مولانا مسیح اللہ خان	19
عمر ثانی رحمۃ اللہ علیہ	ساجد محمود عاجز	25
دینی مدارس میں انگریزی	شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ	32

رد قادیانیت

قادیانیت نے اسلام کو کیا دیا..... صرف ذہنی انتشار	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	39
احتساب قادیانیت جلد ۴۲ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	43

متفرقات

آہ! جناب قاری عبدالسلامؒ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	49
۳۱ رواں سالانہ ختم نبوت کورس کے شرکاء	مولانا غلام رسول دین پوری	50
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی رپورٹ!

الحمدللہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۰ اما بعد!

اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق سے رفقاء نے ۲؍شعبان ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳؍جون ۲۰۱۲ء کو سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کا صبح آٹھ بجے آغاز کیا۔ جامعہ امدادیہ چنیوٹ کے ناظم اعلیٰ اور وفاق المدارس کے ضلعی مسئول حضرت مولانا سیف اللہ خالد، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی استاذ الحدیث جامعہ دارالقرآن فیصل آباد نے ابتدائی بیانات ودعا سے کورس کا آغاز کیا۔ کورس کے تمام امور کی مکمل نگرانی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کی۔ مولانا عبدالرشید سیال، مولانا محمد اسحٰق ساقی، قاری عبید الرحمٰن، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا فقیر اللہ اختر نے آپ سے بھرپور تعاون کیا۔ کورس کے تمام تدریسی امور کی نگرانی مولانا غلام رسول دین پوری صدر مدرس مدرسہ ختم نبوت چناب نگر نے کی۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی کے سب سے زیادہ لیکچر ہوئے۔ عالمی مجلس کے ان مناظرین کے علاوہ مندرجہ ذیل اساتذہ کرام کے بھی لیکچر ہوئے۔

اساتذہ کرام

حضرت مولانا سید نعیم الدین استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ قدیم لاہور، حضرت مولانا مفتی محمد حسن استاذ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ مدنیہ جدید لاہور، حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مسئول شعبہ تخصیص دعوت وارشاد خیر المدارس ملتان، حضرت مولانا زاہد الراشدی شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، مناظر اسلام مولانا محمد الیاس گھمن ناظم اعلیٰ اتحاد اہل سنت پاکستان، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، فاضل محقق جناب محمد متین خالد لاہور، حضرت مولانا نور محمد ہزاروی استاذ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا، حضرت مولانا مفتی محمد انیس مظاہری شیخ الحدیث جامعہ احسان العلوم لاہور، حضرت مولانا قاضی محمد ابراہیم خانقاہ مدنی اٹک، حضرت مولانا محمد احمد مدرس مدرسہ ختم نبوت چناب نگر، جناب حاجی اشتیاق احمد، ایڈیٹر بچوں کا اسلام، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ تلہ گنگ، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب جامعہ مدنیہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کورس کے دوران مختلف اوقات میں مختلف جامعات کے ذمہ داران اساتذہ اور مشائخ تشریف لاتے رہے اور کورس کے شرکاء ان کی زیارت سے مستفیض ہوتے رہے۔ ان حضرات کے تشریف آوری کورس کے منتظمین اور شرکاء کے لئے بہت ہی حوصلہ افزائی کا باعث ثابت ہوئی۔

کورس کے دوران تشریف لانے والے علماء کرام

فیصل آباد سے حضرت مولانا غلام محمد، پیر طریقت حضرت مولانا سید فاروق ناصر شاہ، حضرت مولانا سید

خبیب احمد شاہ، قاری محمد حنیف عثمانی، مولانا علامہ سعید احمد اسعد، مولانا مفتی محمد اسماعیل، حضرت مولانا محمد اسلم، حضرت مولانا سید اظہر شاہ، حضرت مولانا ہارون، حضرت مولانا پیر اصغر علی، جناب حارث، حافظ محمد حذیفہ، بھائی محمد شعیب، قاری محمد خلیل، حضرت مولانا محمد یوسف ربانی کورس کے دوران مختلف مواقع پر تشریف لاتے رہے۔

لاہور سے حضرت مولانا محمد خالد، جناب عامر خورشید، جناب محمد ذیشان، حضرت مولانا محمد سعید، حضرت مولانا عبدالرؤف، حضرت مولانا محمد بلال، حضرت مولانا محمد احمد، حضرت مولانا محمد عثمان، جامعہ صفہ اکیڈمی لاہور کے ناظم عمومی حضرت مولانا محمد عابد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست ونائب امیر حضرت قبلہ نفیس الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت محترم جناب رضوان نفیس، بھائی محمد نعیم، بھائی ہارون بھی لاہور سے مختلف اوقات میں کورس کے رفقاء کی سرپرستی کے لئے مدرسہ میں تشریف لائے۔

اسی طرح چنیوٹ سے حضرت قاری عبدالحمید، حافظ محمد علی، مولانا ہارون، مولانا محمد فاروق، مولانا محمد عمیر چناب نگر، چاہ مخدوماں سے جناب شیر محمد، چناب نگر سے مولانا محمد عابد خان، چنیوٹ سے سرفراز احمد، مولانا محمد یوسف مخدوم، سلانوالی سے قاری محمد اکرم مدنی، اچھروال سے قاری محمد مبین، پھالیہ سے جامع مسجد مہاجرین کے خطیب حضرت مولانا مفتی صفدر علی اور ان کے گرامی قدر رفقاء، منڈی بہاؤالدین سے حضرت مولانا محمد قاسم نے تشریف آوری سے ممنون احسان فرمایا۔کورس کا اختتام ۷ار جولائی ۲۰۱۲ء کو ہوا۔

تقسیم اسناد کی تقریب سعید

اختتامی تقریب میں شرکت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ ایک روز پہلے تشریف لائے۔آپ نے قریباً چوبیس گھنٹے کورس کے شرکاء کی سرپرستی اور دلجمعی کے لئے چناب نگر مدرسہ ختم نبوت میں گذارے۔آپ کا سب سے آخری خطاب ہوا۔آخری تقریب میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیارپوری جامعہ رحیمیہ ملتان، پیر طریقت حضرت حافظ ناصرالدین خان خاکوانی ملتان، پیر طریقت حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ، پیر طریقت جناب رضوان نفیس صاحب لاہور، حضرت مولانا قاری سیف اللہ خالد جامعہ امدادیہ چنیوٹ، پیر طریقت حضرت مولانا سید فاروق احمد ناصر شاہ صاحب فیصل آباد، حضرت مولانا سید خبیب احمد شاہ صاحب فیصل آباد، حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال صاحب کہروڑپکا، حضرت مولانا غلام محمد صاحب، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، حضرت مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی، قاری عبدالرحمٰن جھنگ، مولانا غلام حسین جھنگ، قاری عبدالرحمٰن سرگودھا، مولانا شفیق احمد سرگودھا، قاری عبدالحمید چنیوٹ، حضرت مولانا قاری محمد ابوبکر شیخوپورہ، حضرت مولانا قاری منیر احمد گوجرانوالہ، حضرت مولانا مفتی فضل الرحمٰن فیصل آباد، قاری منیر احمد فیصل آباد، مولانا غلام محمد فیصل آباد، مولانا محمد ہارون چنیوٹ، مولانا محمد یوسف ربانی نے شرکاء کورس میں سندات تقسیم فرمائیں اور دست مبارک سے شرکاء کورس کو انعامی کتب عنایت فرمائیں۔آخر میں حضرت امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم کے حکم مبارک پر پیر طریقت حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی نے دعا خیر فرمائی۔آپ کی دعا مبارک پر بخیر وخوبی، اطمینان وسکون سے یہ کورس اختتام پذیر ہوا۔

علم حدیث کی اہمیت!

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ!

''عن ابی هريرة قال قال النبی ﷺ كلمتان حبيبتان الى الرحمن خفيفتان على اللسان ثقيلتان فی الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم''

تمہید

جلسہ کا عنوان ہے ''ختم صحیح البخاری'' لیکن عوام الناس کی اطلاع کے لئے یہ عرض ہے کہ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ سال کے دوران میں صرف صحیح بخاری ہی پڑھائی گئی اور آج اس کے ختم کے اوپر ہم یہ جلسہ کر رہے ہیں۔ بلکہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ احناف کے مدارس میں ذخیرہ حدیث کے اوپر عبور ہوتا ہے اور جتنا حدیث شریف کا درس پڑھنا پڑھانا احناف کے مدارس میں ہے۔ آپ کو کسی اور مسلک میں یہ بات نظر نہیں آئے گی۔

☆...... اس سال میں صحیح مسلم بھی ختم ہوئی۔
☆...... اس سال میں جامع ترمذی بھی ختم ہوئی۔
☆...... اس سال میں سنن ابی داؤد بھی ختم ہوئی۔
☆...... اس سال میں سنن نسائی بھی ختم ہوئی۔
☆...... اسی طرح سنن ابن ماجہ، مؤطین، طحاوی بھی ختم ہوتیں۔

دورہ حدیث کی حقیقت

یہ حدیث شریف کی جتنی بڑی بڑی کتابیں ہیں۔ وہ ساری طلباء کو پڑھائی جاتی ہیں۔ بلکہ عوام کی معلومات کے لئے عرض کروں کہ عام طور پر آپ لفظ سنتے ہیں ''دورہ حدیث شریف'' یہ سال ہے دورہ حدیث شریف کا اور عام آدمی اس کا مطلب نہیں سمجھتا کہ دورہ حدیث شریف کا کیا مطلب ہے؟۔

اجنبی سا لفظ معلوم ہوتا ہے تو بات اصل میں یوں ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ جنہوں نے اس متحدہ ہندوستان میں درس حدیث کی اشاعت کی اور حدیث کو عام کیا۔ آپ سے پہلے حدیث موجود تھی۔ قرآن بھی موجود تھا۔ کیونکہ مسلمان جہاں بھی گیا ہے۔ وہ قرآن بھی ساتھ لے کر گیا ہے۔ حدیث بھی ساتھ لے کر گیا ہے اور شاہ ولی اللہؒ سے سو سال پہلے مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ حضرت مولانا عبدالحق دھلویؒ۔ انہوں نے مشکوٰۃ کی دو شرحیں لکھی ہیں۔ ا...... لمعات عربی میں۔ ۲...... اشعۃ اللمعات فارسی میں لکھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکوٰۃ اور صحیح بخاری اس وقت بھی مروج تھیں۔ لیکن عام اشاعت نہیں تھی۔ عام اشاعت شروع ہوئی حضرت شاہ ولی اللہؒ سے۔ یہ مدینہ منورہ سے پڑھ کر آئے تھے۔ تو مدینہ منورہ سے پڑھ کے آنے کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ نے درس شروع کیا دہلی جامعہ رحیمیہ میں جو ان کے والد محترم کے نام پر مدرسہ تھا۔ تو ان کا طریقہ یہ تھا کہ ایک سال میں طلباء کو مشکوٰۃ شریف

پڑھاتے تھے اور پڑھانے کا انداز یہ تھا کہ عبارت پڑھتے، ترجمہ کرتے، مطلب سمجھاتے اور اگلے دن پھر اسی پڑھے ہوئے سبق کی شرح طیبی پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ یہ نایاب تھی۔

اب یہ پاکستان میں چھپ گئی ہے اور عام ملتی ہے اور اس طرح مشکوٰۃ ختم کرواتے تھے اور حدیث کا مطلب مفہوم مشکوٰۃ میں واضح فرماتے اور اگلا سال جو ہوتا۔ اسی جماعت کا تو اس میں صحاح ستہ اور حدیث کی کتابیں، جن کا میں نے نام لیا۔ ان کی تلاوت کرواتے تھے تاکہ ایک ایک روایت سرور کائنات a کی سند متصل کے ساتھ طالب علم کو حاصل ہو جائے۔ ہر روایت کی سند بیان کرتے۔ کیونکہ مشکوٰۃ میں سند نہیں بیان کی جاتی تو یہاں ہر روایت سند کے ساتھ سرور کائنات a کے ساتھ متصل ہو جائے۔ اس لئے وہ صحاح ستہ اور حدیث کی ان کتابوں کی تلاوت کرواتے تھے۔ کہیں کسی لفظ کا معنیٰ بتانا پڑ گیا تو بتادیتے۔ ورنہ اکثر تلاوت ہوتی تھی اور مقصد یہ تھا کہ سند متصل ہو جائے۔ اس لئے ابتداء میں طلباء کو یہ بات سمجھانے کی ہوتی ہے۔ اکثر و بیشتر طالب علموں کا ذہن یہ ہوتا ہے کہ سال کے آخر میں جب کتابوں کی تلاوت شروع ہوتی ہے۔ تو طالب علم سمجھتے ہیں کہ اب درسگاہ میں جانا کوئی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ صرف عبارت پڑھی جاتی ہے۔

حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اصل مقصد ہی عبارت پڑھنا ہے۔ تاکہ رسول اللہ a کے ساتھ سند متصل ہو جائے اور استاذ کی تقریر وہ تو استاذ کی گفتگو ہے۔ حدیث تو وہ ہے جو ہم عبارت پڑھتے ہیں۔ تو چونکہ پورے ذخیرہ حدیث پر طالب علموں کو عبور کرواتے تھے۔ تو اس کے لئے انہوں نے لفظ استعمال فرمایا ”دورہ حدیث“ اور دورہ یہ عربی کا لفظ ہے اور ”دار یدور“ سے ہے۔ اس کا معنیٰ ہے گھومنا، چلنا پھرنا، چکر کاٹنا اور آپ بھی یہ لفظ استعمال کرتے ہیں کہ فلاں افسر دورہ پر آیا ہوا ہے۔ فلاں افسر دورہ پر چلا گیا۔ فلاں شخص نے دورہ کیا ہے۔ تو چکر کاٹنا، گھومنا پھرنا یہ دورہ کا معنی ہوتا ہے۔ گویا کہ پورے ذخیرہ حدیث میں طلباء کا چکر لگوادیتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ پوری کتابوں کے اندر گھما پھرادیتے تھے۔ تاکہ طالب علم کو کتابوں سے واقفیت بھی ہو جائے اور مناسبت بھی ہو جائے۔ تو یہ جو ذخیرہ حدیث میں گھمانا پھرانا تھا۔ اس کے لئے دورہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ تو ہمارے دورہ والے سال میں یہی ہوتا ہے کہ طلباء کو پورے ذخیرہ حدیث میں چکر لگوادیا جاتا ہے۔ یہ گھوم پھر لیتے ہیں اور اچھی طرح سے حدیث سے مناسبت بھی ہو جاتی ہے اور سند متصل کے ساتھ طالب علم کو یہ ذخیرہ حدیث حاصل ہو جاتا ہے۔ گویا یہ طلباء جو اس وقت ہمارے سامنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کتب حدیث کے اندر پوری طرح گھوم پھر لیا اور ان کو خوب اچھی طرح سے دیکھ لیا۔ پورے ذخیرہ حدیث کے ساتھ مناسبت ہونے کے ساتھ اب ان کو فارغ کیا جا رہا ہے کہ حدیث کے ساتھ ان کی مناسبت مکمل ہو گئی ہے۔ یہ ہے دورہ حدیث کا معنی ورنہ عام طور پر عام آدمی اس کو سن کر اس کا معنی نہیں سمجھتا کہ دورہ حدیث کا کیا مطلب ہے؟ یہ ہے اس کا مفہوم۔

اہمیت حدیث

اس امت کے اوپر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اتاری وحی کے ذریعہ سے۔ دین مخلوق کی ہدایت کے لئے اتارا۔ پھر اپنی ذمہ داری کے ساتھ ہی اس کی حفاظت فرمائی۔ قرآن کریم جو براہ

راست اللہ کی کلام ہے۔ وہ بھی محفوظ اور سرورکائنات a کی تشریحات جن کو ہم حدیث کے لفظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی محفوظ اور ایک ایک ادا محفوظ چلی آرہی ہے اور یہی سب سے بڑی دلیل ہے سرورکائنات a کی ختم نبوت کی کہ آپ a کی تعلیم بالکل تروتازہ موجود۔ جس کی بناء پر نئے نبی کی ضرورت ہی نہیں۔ جو آکر کسی کی کو پورا کرے گا۔

سرورکائنات a کی نبوت ہر دور میں تروتازہ پوری ہدایت اور پورے علم کے ساتھ موجود ہے۔ یہ بات ایسے ہی نہیں کہہ رہا۔ بلکہ حضرت امام بخاریؒ کے تلامذہ میں سے امام ترمذیؒ بہت جلیل القدر شاگرد ہیں تو امام ترمذیؒ نے جس وقت اپنی کتاب مرتب کی۔ جس کو ہم جامع ترمذی کہتے ہیں۔ بہت بڑی کتاب ہے اور اس میں بہت زیادہ روایات ہیں۔ اس کتاب کو مرتب کرنے کے بعد اپنی کتاب کے متعلق کہتے ہیں کہ جس گھر میں میری یہ کتاب موجود ہو ’’فکانما فی بیتہ نبی یتکلم ‘‘ (تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۱۵۴) ایسے سمجھو کہ اس گھر کے اندر بولتا چالتا نبی موجود ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق روایات جمع کردیں۔ جب حضور a کی ساری کی ساری تعلیمات موجود ہیں تو یوں سمجھو کہ اللہ کا نبی موجود ہے۔ امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب کے متعلق یہ تأثر ظاہر کیا تو جب یہ سارے کا سارا علم باقی ہے۔ ایک ایک روایت باقی ہے۔ اس لئے ضرورت ہی نہیں کہ کوئی نیا نبی آئے اور آکر تجدید دین کرے۔ پہلے لوگ دین کو ضائع کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نیا نبی بھیجتا تھا۔ لیکن سرورکائنات a کی تعلیم کا چونکہ ایک ایک لفظ باقی ہے۔ لہٰذا کسی جدید نبی کی ضرورت نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور یقیناً تشریف لائیں گے۔ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ آسمان پر اٹھائے گئے۔ یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔ آخر وقت میں آسمان سے اتارے جائیں گے۔ یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔ لیکن وہ نبی بھی ہوں گے۔ یہ نہیں کہ ان کو نبوت کے منصب سے معزول کردیا جائے گا۔ لیکن سرورکائنات a کے دور میں آنے کے بعد آپ a کی شریعت نافذ کریں گے۔ اپنی شریعت نافذ نہیں کریں گے۔ اس لئے آخر تک شریعت یہی رہے گی۔ قیامت کی صبح تک اب دین یہی ہے۔ تو اس کا محفوظ ہونا یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

ختم بخاری باعث برکت یا بدعت؟

اب چونکہ یہ سب سے بڑی اور اشرف کتاب ہے۔ جیسا کہ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے: ’’اصح الکتب بعد کتاب اللہ ‘‘ اس لئے عنوان اس کا رکھ لیا جاتا ہے۔ قرآن کریم کا ختم ہوتا ہے۔ تو سورۂ والناس مجلس کے اندر پڑھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے ختم کی مجلس ہوگئی تو ختم قرآن پر دعا سارا سال جاری رہتی ہے کہ ہر دس دن کے بعد، پندرہ دن کے بعد کوئی نہ کوئی لڑکا حفظ سے فارغ ہوتا ہے۔ اس لئے ہم ختم قرآن پر اس طرح اہتمام سے جلسہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ختم قرآن کا سلسلہ سارا سال جاری رہتا ہے اور حدیث شریف کے ختم پر ہم یہ اہتمام کرتے ہیں۔ کیونکہ پورے سال کی محنت کے بعد یہ دن آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی کہتا ہے کہ ختم قرآن کے جلسے کیوں نہیں کرتے اور ختم بخاری کے جلسے کیوں کرتے ہو؟ تو اس کی وجہ آپ کے سامنے بیان کررہا ہوں کہ وہ سارا سال جاری رہتے ہیں اور یہ نوبت سال کے بعد آتی ہے۔ تو جیسے ختم قرآن ایک نیک عمل ہے اور توسل

بالاعمال الصالحہ کے تحت اس وقت ہم دعا کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں کہ یہ قبولیت کا سبب ہے۔ اسی طرح حدیث شریف کا ختم یہ بھی اعمال صالحہ میں ایک بہت بڑا عمل ہے۔ تو اس میں جمع ہو کر دعا کرنا یہ بھی توسل بالاعمال الصالحہ کے ضمن میں آجاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے: اے اللہ! سارا سال تو نے توفیق دی اور ہمارے طلباء نے قال اللہ اور قال رسول اللہ صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک کثرت کے ساتھ حدیث پڑھی اور اتنا کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ حدیث کے ضمن میں یہ ایک عمل جاری رہا سارا سال تو اس کو قبول فرمائے اور اس مقبول عمل کی برکت سے اللہ ہماری دعا کو بھی قبول فرمائے۔

اس لئے بعض لوگ جو شبہ کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ کیا بدعت شروع کر دی ختم صحیح بخاری کی؟ اس کا کیا ثبوت ہے۔ تو میں ان سے یہ کہا کرتا ہوں کہ یہ توسل بالاعمال الصالحہ کا ایک جز ہے۔ اس کلیہ کا ایک جزئیہ ہے کہ ایک نیک عمل ختم ہوا اور نیک عمل کی برکت سے دعا کرنا توسل بالاعمال الصالحہ یعنی نیک عمل کو وسیلہ بنانا قبولیت دعا کا یہ اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کے اندر متعدد جگہ پر اس کا ذکر کیا۔ خاص طور پر حدیث غار بہت ہی واضح دلیل ہے۔ توسل بالاعمال کی جو جگہ بجگہ حضرت امام بخاریؒ نے نقل کی ہے۔ آپ حضرات کے سامنے اس کی تفصیل موجود ہے۔

بہر حال اس موقع پر دعا کرنا اکابر کا معمول چلا آرہا ہے اور اس مجلس کو باعث برکت اس لئے سمجھا جاتا ہے اور اس میں احباب کو اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔ تا کہ سب مل کر دعا کریں۔ جس میں طلباء اور اہل مدارس کی حوصلہ افزائی بھی ہو جاتی ہے اور مدارس کی کارکردگی بھی عوام کے سامنے آجاتی ہے کہ مدرسہ میں کتنے حافظ تیار ہوئے۔ کتنے علماء تیار ہوئے۔ کتنے قاری تیار ہوئے۔ تو عوام جو کہ مدرسہ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ ان کے سامنے یہ حقیقت آجاتی ہے کہ ہمارا خرچ کیا ہوا مال ضائع نہیں گیا۔ بلکہ وہی مال اگر ہم کسی اور جگہ پر خرچ کرتے تو کیا نتیجہ آتا۔ لیکن اگر ہم نے مدرسہ میں خرچ کیا تو اس کے نتیجہ میں حافظ تیار ہو گئے۔ قاری تیار ہو گئے۔ عالم تیار ہو گئے۔

تو جیسے اساتذہ کے لئے ان حافظوں کا تیار ہونا صدقہ جاریہ ہے۔ بالکل بعینہ برابر ان لوگوں کے لئے بھی صدقہ جاریہ ہے جو اس کام کو جاری رکھنے کے لئے مالی تعاون کرتے ہیں۔ یہ دونوں کے جوڑ کا نتیجہ ہے کہ حافظ تیار ہو گئے۔ علماء تیار ہو گئے۔ تو ان جلسوں سے یہ مقصود بھی ہوتا ہے۔ تا کہ تعاون کرنے والوں کے سامنے مدرسہ کی کارکردگی آجائے اور وہ کارکردگی پر اطمینان کر لیں کہ ہمارا خرچ کیا ہوا مال ضائع نہیں گیا۔ بلکہ اللہ کے فضل سے اس کے ساتھ یہ کار خیر جاری ہوا ہے۔

بخاری شریف پر اجمالی نظر

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کی ابتداء کی ہے۔ مسئلہ وحی سے پہلا باب ہے: ''باب کیف کان بدؤ الوحی'' کسی اور محدث نے یہ انداز اختیار نہیں کیا۔ جو حضرت امام بخاریؒ نے اختیار کیا ہے اور یہ ان کی فراست، ذہانت اور تفقہ فی الدین کا شاہکار ہے۔ شروع کیا وحی سے کیونکہ خالق اور مخلوق کے درمیان علمی رابطہ وحی سے ہی ہوتا ہے۔ اللہ نے پیدا کیا انسان کو عبادت کے لئے اور عبادت کے معنیٰ ہے بندہ بن کر رہنا کہ وہ کام کرو جو

اللہ کو پسند ہیں اور وہ کام نہ کرو جو اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ اب پسند کا پتہ کیسے چلے کہ کون سا کام پسند اور کون سا نہیں ہے۔ تو اس کے لئے ذریعہ وحی ہے۔ اس لئے دین حقیقت کے اعتبار سے وہی ہے جو وحی سے ثابت ہے۔ جس کی نسبت وحی کی طرف نہیں ہوتی اور لوگوں نے اپنی عقل کے ساتھ تراش کے کوئی رسم بنالی یا کوئی شکل تیار کرلی۔ اس کو دین نہیں کہتے۔ وہ بات رسوم قبیحہ کے اندر آجاتی ہے:

☆ ...... کوئی رسم ہندوؤں سے آ گئی۔ ☆ ...... کوئی سکھوں سے آ گئی۔

☆ ...... کوئی عیسائیوں سے آ گئی۔ ☆ ...... کوئی یہودیوں سے آ گئی۔

لیکن علم اصل کے اعتبار سے وحی ہے۔ جس کی نسبت وحی کی طرف ہے تو ''باب کیف کان بدؤ الوحی'' سے شروع کر کے پھر سب سے پہلے اخلاص کی تعلیم دی: ''انما الاعمال بالنیات'' کیونکہ اخلاص کے بغیر اللہ کے ہاں کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ ایمان سے پہلے اس اخلاص کی تعلیم دی کہ ایمان بھی اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو قابل قبول ہے اور اگر ایمان بھی اخلاص کے ساتھ نہیں۔ تو وہ بھی قابل قبول نہیں۔ آخر یہ کلمہ جو ہم پڑھتے ہیں۔ یہ کلمہ منافقین بھی تو پڑھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ خود کہتے ہیں: ''اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله '' اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''والله يعلم انك لرسوله '' ﴿اللہ کو پتہ ہے کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں۔﴾ : ''والله يشهد ان المنافقين لكاذبون '' ﴿یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں۔﴾

آپ اپنی زبان سے کہیں محمد رسول اللہ آپ سچ بول رہے ہیں۔ لیکن منافق یہ لفظ بولتا ہے تو جھوٹا ہے۔ تو ایمان کے لئے اخلاص ضروری۔ پھر آگے احکام جاننے کی ترغیب دی۔ پھر آگے احکام کا سلسلہ شروع ہوا۔ پوری زندگی کے شعبوں کے متعلق امام بخاریؒ نے روایات جمع کیں۔ جمع کرنے کے بعد پھر چونکہ عملی زندگی میں رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ کفر اسلام کو چلنے نہیں دیتا۔ مشرک رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ تو ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے پھر ضرورت ہوتی ہے۔ جہاد کی تو اس لئے امام بخاریؒ نے اس کے بعد کتاب الجہاد کا تذکرہ کیا۔

کیونکہ جہاد راستہ صاف کرتا ہے۔ رکاوٹیں دور کرتا ہے۔ سرور کائنات a نے تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں جتنی محنت کی ہے۔ اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر صرف دلیل کے ساتھ کفر نے مٹنا ہوتا، شرک نے مٹنا ہوتا تو کم از کم کسی نبی کے زمانہ میں کفر باقی نہ رہتا۔ نہ نبی جیسی کوئی دلیل دے سکتا ہے۔ نہ نبی جیسی کوئی محنت کر سکتا ہے۔ نہ نبی جیسا اخلاص کسی میں ہوتا ہے۔ نہ نبی جیسی ہمدردی اور خیر خواہی کسی میں ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود دلائل پہ دلائل دیئے جا رہے ہیں۔ لیکن کوئی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ ماننا تو کیا، مقابلہ میں وہ کیا کہتے تھے۔ قرآن کریم کہتا ہے:

☆ ...... وہ مجنون کہتے تھے...... کہ یہ تو پاگل ہے۔ (العیاذ باللہ) اس کی باتوں کا اعتبار کوئی نہیں۔

☆ ...... ساحر کہتے تھے...... کہ یہ جادوگر ہے۔

☆ ...... شاعر کہتے تھے...... کہ تک بندیاں کرتا ہے۔

☆ ...... کاہن کہتے تھے...... کہ یہ جنوں سے سیکھ کر آتا ہے۔

☆...... مفتری کہتے تھے...... کہ یہ باتیں گھڑ گھڑ کر سناتا ہے۔

☆...... کذاب کہتے تھے...... کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔

یہ سارے کے سارے لفظ مشرکین سرور کائنات a کے متعلق بولتے تھے۔ آپ a کے اخلاص اور محبت کے باوجود۔ لیکن جب مدینہ منورہ میں جانے کے بعد اللہ کی طرف سے اجازت آئی اور ڈنڈا اٹھایا اور یہ ستر چٹانیں جو درمیان میں رکاوٹ بنی ہوئی تھیں۔ ان کو اٹھا اٹھا کر جہنم میں پھینکا۔ تو سب کے دماغ درست ہوگئے۔ یہ ہے وہ جہاد جس کے ساتھ راستہ صاف ہوتا ہے اور جس کے ساتھ رکاوٹیں دور ہوتی ہے۔

اہل حق کے سارے طبقے اپنی جگہ درست ہیں

اس لئے میں عموماً عرض کیا کرتا ہوں اور بار بار دہراتا ہوں۔ لوگوں کا ذہن صاف کرنے کے لئے کہ بسا اوقات لوگ تبصرے کرنے لگے جاتے ہیں کہ تبلیغی جماعت جہاد کے خلاف ہے۔ مجاہد تبلیغی جماعت کے خلاف ہیں۔ یہ بیوقوفوں والی باتیں ہیں۔ ان پڑھوں اور جاہلوں والی باتیں ہیں۔ میں تین فقرے بولا کرتا ہوں۔ یہ تین فقرے یاد رکھو:

۱...... دین کا بچاؤ مدارس کے ساتھ ہے۔ دین ہے قرآن، حدیث اور فقہ کا نام اور اس کو محفوظ مدرسے رکھتے ہیں۔ یہیں سے مفتی تیار ہوتے ہیں۔ یہیں سے محدث تیار ہوتے ہیں۔ تو جب تک مدارس میں یہ چیز باقی ہے۔ دین باقی ہے تو دین کا بچاؤ مدارس کے ساتھ ہے۔

۲...... اور دین کا پھیلاؤ تبلیغ کے ساتھ ہے۔ انہی مدرسوں میں جو دین محفوظ ہے۔ ہماری تبلیغی جماعت نے انہی سے لے کر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دنیا کے کناروں تک اس کو پہنچایا ہے۔ جن کو مدارس نے محفوظ کیا۔ اسی حدیث، فقہ اور تفسیر کی بات کو تبلیغی بھائیوں نے دنیا کے کناروں تک پہنچایا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ آج دنیا کا کوئی حصہ باقی نہیں ہے کہ جہاں ہماری یہ جماعت دین کی بات نہ کرتی پھرتی ہو۔ اس لئے مدارس سے بچاؤ ہے اور تبلیغ سے پھیلاؤ ہے۔

۳...... اور مجاہدین ان کے پہرے دار ہیں۔ رکاوٹ دور کرنے کے لئے کہ جہاں کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو یہ ڈنڈا لے کر آجاتے ہیں۔ تو جب تینوں کا کام ہوگا تو سارے کا سارا معاملہ چلتا رہے گا۔ اس لئے ڈنڈا بردار نوجوانوں کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر کفر مرعوب نہیں ہوتا اور مدرسہ بھی ضروری ہے کہ اس کے بغیر دین کا بچاؤ نہیں ہوتا۔ آپ چالیس سال تک تبلیغ کرتے پھرتے رہیں۔ لیکن کوئی حافظ تیار نہیں ہوگا۔ کوئی محدث تیار نہیں ہوگا۔ کوئی مفسر تیار نہیں ہوگا۔ کوئی مفتی تیار نہیں ہوگا۔ یہ مدرسوں میں بنتے ہیں۔ تو دین کا بچاؤ مدارس کے ساتھ ہے۔ دین کا پھیلاؤ تبلیغ کے ساتھ ہے اور مجاہدین ہم سب کے محسن ہیں۔ جو ہمارے راستہ کی رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر ایک اپنی جگہ پر اہم ہے اور اپنی اپنی جگہ اہم ہو کر اپنا اپنا کام کرتے ہیں اور کوئی آپس میں مخالفت نہیں۔ کوئی آپس میں ٹکراؤ نہیں۔ ان میں ٹکراؤ کا قول کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

بہرحال پہلے تو حضرت امام بخاریؒ نے کتاب الجہاد میں علمی طور پر اس کے اصول اور اس کے طریقہ کار کو واضح کیا اور پھر کتاب المغازی میں اس کا پریکٹیکل کرایا کہ انہی اصولوں کے مطابق سرور کائنات a نے جہاد کر دکھایا ہے۔ جس طرح ہر علم کے ساتھ عمل آتا ہے۔ تو یہاں بھی اسی طرح اس علم کے ساتھ عمل ہے کہ مدینہ منورہ

میں آپ a نے کتنی جنگیں لڑیں۔ کتنے سفر کئے۔ کتنے سریے بھیجے۔ کہاں کہاں مقابلہ ہوا۔ کتنے شہید ہوئے۔ کتنے گرفتار ہوئے اور اس کا نتیجہ کتنے علاقے فتح ہوئے۔ وہ گویا کہ عملی طریقہ ہے۔ اس علم جہاد کا جو حضور a نے پہلے اصول بیان کئے اور بعد میں ان کے مطابق جہاد کر کے دکھایا۔ قرآن وحدیث کا اکثر وبیشتر حصہ اسی جہاد کی ترغیب پر ہے۔ اب اس کی تفصیل کی طرف جاؤں تو وقت زیادہ ہو جائے گا۔ صرف اشارہ میں نے کر دیا ہے۔ اہل علم ان باتوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔ جہاد کا نہ انکار کیا جا سکتا ہے۔ نہ جہاد کے جذبوں کو چھوڑا جا سکتا ہے۔

دین کا اکثر وبیشتر حصہ اسی پر ہی مشتمل ہے اور اس کے بعد پھر حالات ذکر کرتے کرتے آخر میں توحید کا ذکر کیا۔ تاکہ خاتمہ توحید پر ہو۔ توحید میں اللہ کی ذات وصفات کا تذکرہ کرتے کرتے آخری باب وزن اعمال کا رکھا کہ جب قیامت کے دن اعمال کا وزن کیا جائے گا تو نتیجہ ظاہر ہوگا کہ خیر غالب ہے یا شر غالب ہے۔

یہاں پھر مختلف قسم کی بحثیں ہیں کہ اعمال کا یا اقوال کا وزن کیسے ہوگا؟ یہ تو بظاہر فنا ہو جاتے ہیں۔ معتزلہ اسی بناء پر اس کا انکار کرتے تھے۔ لیکن یہ علمی بحثیں ہیں۔ ان سب کو چھوڑتا ہوں۔ آج جدید تحقیقات اور سائنس نے ثابت کر دیا کہ منہ سے نکلا ہوا لفظ ضائع نہیں جاتا۔ بلکہ اس کا وجود ہے۔ وہ اپنی عقل کے ساتھ تیار کئے ہوئے آلات کے ساتھ ان کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ تو اس کے بعد بھی اگر آپ اس مجلس کا نقشہ دیکھنا چاہیں گے تو آپ کو پورا نقشہ نظر آئے گا۔ پوری باتیں نظر آئیں گی۔ پوری حرکات نظر آئیں گی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز فنا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ زمین کے اندر بھی محفوظ کرتے ہیں۔ اللہ انسان کے اعضاء کے اندر بھی ریکارڈ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضاء کے اندر بھی محفوظ کرتے ہیں اور قیامت کے دن یہ ساری چیزیں کھل کر سامنے آجائیں گی۔ اس کے ساتھ امام بخاریؒ نے گویا کہ فکر آخرت پیدا کر دی کہ انسان اپنے عمل اور قول میں ہمیشہ ایک بات کو پیش نظر رکھے کہ اللہ ان سب کو موجود کرے گا اور اللہ کی میزان میں آئیں گی۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر بولنا چاہئے اور سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے۔ یہ فکر آخرت کی بات ہے۔

بہرحال بہت سارے لوگ جمع ہوں گے۔ جو بلا حساب جائیں گے اور جن کا حساب ہوگا۔ ان کے اعمال تلیں گے۔ تو خیر وشر کا فیصلہ ہو جائے گا۔ وہ بحثیں اپنی جگہ ہیں۔ یہاں اس کو نقل کرنے کے بعد عقیدہ بتایا کہ عقیدہ یہ ہے کہ بنی آدم کے اعمال بھی تولے جائیں گے اور ان کے اقوال بھی تولے جائیں گے۔ آگے حضرت امام بخاریؒ نے قسطاس کا معنی نقل کیا کہ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ قسطاس کا معنی عدل ہے۔ اب امام بخاریؒ نے قسطاس کا معنی نقل کرنے کے لئے مجاہدؒ کے قول سے استدلال کیا ہے۔ یہ صرف اشارہ کر رہا ہوں کہ حضرت امامؒ جہاں جہاں بھی ترجمۃ الباب فقہی ابواب میں لکھتے ہیں۔ وہ وہاں مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے اقوال صحابہؓ سے بھی استدلال کرتے ہیں اور اقوال تابعینؒ سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ ابن مسیبؒ یہ کہتے ہیں۔ حسنؒ یہ کہتے ہیں۔ عکرمہؒ یہ کہتے ہیں۔ مجاہدؒ یہ کہتے ہیں۔ اس سے ایک نکتہ کو سمجھ جایا کریں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حجت صرف کتاب اللہ اور حدیث شریف ہے۔ امام بخاریؒ کا کم از کم یہ مسلک نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کتاب اللہ سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ حدیث شریف سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ گویا

کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دین کی بات جو لی جائے وہ انہی اشخاص کی وساطت سے لی جائے۔ جن کو حضور a نے خیر القرون قرار دیا۔ اس لئے قرآن کریم سے استدلال حدیث سے استدلال، اقوال صحابہؓ سے استدلال، اقوال تابعینؒ سے استدلال یہ دین کو اخذ کرنے کا ایک صحیح طریقہ ہے۔ حضرت امامؒ اس بات کی طرف اشارہ کرتے رہتے ہیں۔ باقی آگے وہ لغوی تحقیق ہے۔ جیسے ان کی عادت ہے کہ: ''اقسط یقسط'' باب افعال سے آئے۔ تو انصاف کرنے کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ہے: ''وان اللّٰہ یحب المقسطین'' ﴿کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔﴾ اور اگر یہ مجرد سے ہو تو یہ ظلم کے معنی میں آتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ''واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا'' تو لفظ ''مقسط'' کے اندر گویا کہ دونوں مفہوم موجود ہیں۔ ہمارے استاد حضرت مولانا علی محمدؒ فرماتے ہیں کہ اصل میں قسط تو حصہ کو کہتے ہیں اور اس کے دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ اپنا حصہ لو، دوسرے کے حصہ کو نہ چھیڑو۔ تو یہ انصاف ہے اور اگر اپنے حصہ سے تجاوز کر کے دوسرے کے حصہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کرو۔ تو یہ ظلم ہے۔ لہٰذا اس میں دونوں باتیں آجاتی ہیں۔

آگے سند ہے اور سند کے بعد وہ حدیث نقل فرمائی کہ رسول اللہ a فرماتے ہیں کہ دو کلمے ہیں جو رحمٰن کو بہت محبوب ہیں۔ جب وہ رحمٰن کو محبوب ہیں تو جو ان کو پڑھے گا۔ جس کی زبان پر وہ جاری ہوں گے۔ وہ بھی رحمٰن کو محبوب ہو جائے گا۔ ترغیب دینا مقصود ہے اور زبان پر بڑے ہلکے پھلکے ہیں۔ بہت آسانی سے ادا ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب میزان میں رکھے جائیں گے۔ تو بہت بوجھل ہوں گے۔ تو: ''ثقیلتان فی المیزان'' کے الفاظ ترجمۃ الباب کی دلیل ہیں۔ گویا کہ روایت کی مناسبت سے ترجمۃ الباب کے ساتھ ان الفاظ سے ہے اور جہاں اقوال کے وزن کا ذکر آجائے۔ تو اقوال کے وزن کی دلیل ہے۔ عمل کے وزن کا ذکر آجائے تو عمل کے وزن کی دلیل ہے۔

حضور a مجلس کے آخر میں کیا پڑھتے تھے

لہٰذا اس کے ساتھ ترجمۃ الباب کے دونوں جز ثابت ہو جائیں گے کہ اعمال اور اقوال دونوں تولے جائیں گے۔ آگے وہ الفاظ ہیں: ''سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم'' دیکھو! کتنی آسانی کے ساتھ زبان پر آگئے۔ یہاں ان دو کلمات کو: ''حبیبتان الی الرحمٰن'' کہا۔ باقی ایک روایت میں: ''احب الکلمات الی اللّٰہ اربعۃ'' کا لفظ ہے۔ رسول اللہ a فرماتے ہیں کہ چار کلموں کا ذکر ہے۔ لیکن ان چار کلموں کا خلاصہ یہی دو کلمے ہیں۔ کیونکہ ان میں تسبیح آگئی۔ تحمید آگئی اور اللہ کی تعظیم آگئی۔ یہ تینوں باتیں یہاں صراحتاً مذکور ہیں اور وہاں: ''لاالہ الا اللّٰہ'' صراحت سے ذکر کر دیا اور یہاں اقتضاءً مذکور ہے کہ تین باتیں ثابت ہو جائیں گی۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا ''الٰہ'' نہیں ہے۔ تو گویا توحید اقتضاءً ثابت ہو جائے گی۔ مفہوم ان چار کلمات کا اور ان دو کلموں کا ایک جیسا ہو جاتا ہے۔ تو حضرت امام بخاریؒ نے روایت کو جو آخر میں ذکر کیا۔ تو گویا کہ خاتمہ اللہ کے ذکر پہ ہو گیا اور سرور کائنات a کا معمول تھا کہ مجلس کے آخر میں کچھ چپکے چپکے پڑھا کرتے تھے۔ تو غالباً حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ مجلس کے آخر میں کیا پڑھتے ہیں؟

تو آپ a نے فرمایا میں یہ پڑھتا ہوں: ''سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لااله الاانت استغفرك واتوب اليك ''(مشکوٰۃ ج۱ص۲۱۶) فرمایا کہ یہ کفارۃ المجلس ہے۔ مجلس میں اگر کوئی کمی بیشی ہو جائے۔ تو ان کلمات کی برکت سے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں اور اسی طرح جنتی بھی جب اکٹھے ہو کر گفتگو کریں گے تو ان کی مجلس کا اختتام بھی اللہ کی حمد وثناء پر ہوگا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ''واخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين '' تو حضرت امام بخاریؒ نے بھی اپنی کتاب کا اختتام اس پر کیا۔ ہو سکتا ہے کہ امامؒ کے ذہن میں یہ بات ہو کہ اگرچہ صحیح بخاری جمع کرنے میں حضرت امام بخاریؒ نے اتنی کوشش کی ہے کہ جتنی انسان کر سکتا ہے اور اس سے زیادہ کوشش کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ایک ایک روایت لکھنے کے لئے حضرت امام بخاریؒ نے غسل کیا ہے۔ دو رکعات نماز نفل پڑھی ہے۔ اللہ سے استخارہ کیا ہے۔ تب جا کے اس روایت کو لکھا ہے۔ تو انسانی وسعت میں جتنا کچھ ہے۔ وہ سب کچھ کیا ہے۔ لیکن آخر انسان انسان ہی ہے۔ انسان سے خطاء ونسیان ہو جاتی ہے۔ تو اللہ کے ذکر پر جس وقت اس کا خاتمہ کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہ کوتاہیاں معاف فرمادیں۔ تو ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہوا کہ دین لو وحی سے اور اخلاص کے ساتھ عمل کرو اور خوف آخرت رکھو اور خاتمہ اللہ کے ذکر پر ہو تو ہر طرح سے کامیابی ہے۔

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لااله الاانت استغفرك واتوب اليك ۰ سبحان ربك رب العزة عمايصفون ۰ وسلام على المرسلين ۰ والحمد لله رب العالمين!

قادیانیت ایک مرتبہ پھر ہار گئی

راجن پور کے علاقے فاضل پور کی نواحی بستی المعروف کوڑے والی میں ایک مرزائی نیاز احمد نامی ۳۱ رمئی بروز جمعرات کو مرا تو اس کا جنازہ پڑھنے کے بعد اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ ۲ رجون بروز ہفتہ کو وہاں کا ایک آدمی مولانا قاری حماد اللہ حیدری کے پاس آیا اور اس نے سارا واقعہ سنایا تو مولانا نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع راجن پور کے امیر مولانا حافظ علی محمد صدیقی سے رابطہ کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ مولانا نے علاقہ کے علماء مولانا مفتی ارشاد احمد حقانی، قاری عبدالجبار، مولانا الٰہی بخش ساقی، مولانا محمد عثمان، قاری محمد صادق لشاری، جلیل الرحمن صدیقی، مولانا عبدالمنان چشتی سمیت وفد کی صورت میں ڈی سی او سے ملے اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ ڈی سی او صاحب نے حالات کو بھانپتے ہوئے فوراً تھانہ صدر فاضل پور کو آرڈر جاری کیا کہ مجھے عصر کی نماز سے پہلے مسلمانوں کا قبرستان اس مردود سے خالی ملنا چاہئے اور اسی وقت مرزائیوں کے صدر سے رابطہ کیا اور اس سے بھی کہا کہ تم کافر ہو۔ تم نے مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ دفن کیوں کیا۔ اسے فوراً نکال لو۔ ورنہ حالات کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ اس طرح اس مردود کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکال کر مرزائیوں کے مرگھٹ ٹھیڑی میں ڈال دیا گیا۔ جو لوگ اس مرزائی کے جنازہ میں اس کو مسلمان سمجھ کر شریک ہوئے تھے۔ ان کا تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی مدرسہ انوار القرآن فاضل پور میں مولانا قاری حماد اللہ حیدری نے کرادیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت ورحمت ...... احادیث کی روشنی میں!

مولانا احمد سعید دہلویؒ!

❁...... حضرت ابن عباسؓ حضور نبی کریم a سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں۔ پھر ان نیکیوں اور برائیوں کو اپنی کتاب میں بھی لکھ دیا ہے۔ پس جو شخص نیکی کا پختہ ارادہ کرلے مگر وہ نیکی اس سے واقع نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ ایک کامل نیکی اس کے لئے لکھ دیتا ہے اور ارادے کے بعد اگر اس سے نیکی کا وقوع ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ لکھتا ہے اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کرتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اگر برائی کا ارادہ کر کے برائی اور گناہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

❁...... حضرت ابو ہریرہؓ حضور نبی کریم a سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ جب تک کوئی گناہ اس سے سرزد نہ ہو تب تک صرف ارادے پر اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہ لکھا جائے اور اگر اس سے گناہ ہو جائے تو صرف ایک گناہ لکھا جائے۔ اور اگر یہ میرے خوف سے گناہ کا ارادہ ترک کردے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جائے اور اگر کسی نیکی کا ارادہ کرے تو اگرچہ وہ نیکی اس بندے سے واقع نہ ہو تب بھی صرف ارادے پر ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دو۔ اور اگر ارادہ کرنے کے بعد یہ بندہ وہ نیکی کر بھی لے تو دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھو۔ (بخاری ومسلم)

❁...... حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا محمد رسول اللہ a نے کہ ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جب میرا بندہ ارادہ کرتا ہے اور اپنے قلب میں کسی نیکی کرنے کا خیال کرتا ہے تو جب تک وہ نیکی نہ کرے میں ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہوں۔ اور جب وہ نیکی کر لیتا ہے تو میں اس کی نیکی کو دس گنا کر کے لکھ دیتا ہوں۔ اور جب کوئی بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے جب تک وہ گناہ نہ کرلے میں اس کو معاف کر دیتا ہوں اور جب وہ گناہ کرلے تو میں ایک گناہ کو ایک ہی لکھتا ہوں۔ اور گناہ نہ کرے صرف ارادہ کرنے کے بعد اپنے خیال کو ترک کردے تب ایک نیکی لکھ دیتا ہوں کہ اس نے گناہ کو میرے خوف سے ترک کردیا ہے۔ (مسلم)

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ نامہ اعمال میں گناہ ایک ہی لکھا جاتا ہے اور نیکی ایک کی دس عام طور پر لکھی جاتی ہیں اور کبھی دس کی بجائے سات سو تک بھی لکھی جاتی ہیں اور کبھی اس سے بھی زیادہ لکھی جاتی ہیں۔ نیز یہ کہ نیکی کے صرف ارادہ پر ہی نیکی لکھ دی جاتی ہے اور گناہ کے ارادہ پر گناہ نہیں لکھا جاتا۔ بلکہ گناہ کرنے کے بعد لکھا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ گناہ کے ارادہ کو ترک کردینے کے بعد بھی ایک نیکی اور نیکی کرنے کے بعد ایک کی دس اور دس سے لے کر سات سو تک اور کبھی سات سو سے بھی زیادہ۔ اور کسی برے کام کے محض ارادہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ اگر گناہ ہو جائے تو صرف ایک گناہ اور اگر گناہ کا ارادہ کرنے کے بعد اس سے باز آجائے اور گناہ کا خیال ترک کردے تو ایک نیکی۔

❁ ...... حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور میں نے ظلم کو تمہارے لئے بھی حرام کردیا ہے۔ تم بھی آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ اے میرے بندو! تم سب راہ سے بھٹکے ہوئے ہو مگر وہ شخص کہ جس کو میں نے راہ دکھائی۔ تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تم کو راہ دکھاؤں گا اور تمہاری رہنمائی کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر وہ شخص جس کو میں کھانا کھلادوں۔ تم مجھ سے روزی طلب کیا کرو میں تم کو رزق دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب برہنہ اور ننگے ہو مگر وہ شخص جس کو میں کپڑے پہنادوں۔ تم سب مجھ سے لباس کی طلب کرو۔ میں تم کو لباس عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ اور خطائیں بخشا کرتا ہوں۔ سو تم مجھ سے ہی بخشش طلب کیا کرو۔ تاکہ میں تم کو معاف کردیا کروں۔ اے میرے بندو! تم کو یہ طاقت نہیں کہ تم مجھ کو کوئی نقصان پہنچاسکو۔ نہ تم کو مجھے نفع پہنچانے کی قدرت ہے کہ تم مجھ کو نفع پہنچاسکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایک متقی اور پرہیزگار شخص کے قلب کے طرح ہوجائیں تو میری حکومت اور میرے ملک میں کچھ زیادتی نہ ہوجائے گی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایک بہت بڑے گنہگار اور بدکار آدمی کے قلب کی شکل ہوجائیں تو بھی میری حکومت اور میرے ملک میں کچھ کمی نہیں ہوسکتی۔ اے میرے بندو! تمہارے پچھلے اور پہلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب ایک مقام پر جمع ہوکر مجھ سے اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کریں اور میں ہر شخص کو اس کی مراد عطا کروں اور بیک وقت جملہ مخلوق کے سوال اور حاجتیں پوری کروں تو میرے ان خزانوں میں سے جو میرے پاس ہیں اتنی بھی کمی نہیں ہوگی جیسے کوئی ایک سوئی سمندر میں ڈبوکر نکال لینے سے سمندر میں کمی ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! تمہارے تمام اعمال کے شمار کرکے اور گن کر محفوظ رکھتا ہوں اور ان سب اعمال کا تم کو پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بدلے کے وقت خیر اور بھلائی پائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور اس کی خوبیاں بیان کرے اور جو بدلے کے وقت خیر اور بھلائی کے خلاف پائے تو اپنے نفس اور جان کے علاوہ کسی دوسرے کو ملامت نہ کرے۔ (مسلم)

❁ ...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا مجھے اس پر غصہ آتا ہے۔ (عسکری فی المواعظ)

❁ ...... حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گناہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے اس گناہ کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کردیا ہے۔ پھر جب تک خدا چاہتا ہے بندہ گناہ سے بچا رہتا ہے۔ پھر یہ بندہ گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے اور مغفرت کی درخواست کرتا ہے کہ اے میرے رب! مجھ سے گناہ ہوگیا۔ آپ اس کو معاف کردیجئے۔ اللہ تعالیٰ اس درخواست کے جواب میں پھر وہی فرماتا ہے کہ کیا میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ پر سزا دیتا ہے۔ میں نے اس کو معاف کردیا۔ اس معافی کے بعد بندہ کچھ زمانہ تک جس کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے گناہ سے بچا رہتا

ہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھ سے قصور ہو گیا تو اس کو معاف کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ یہ بات جانتا ہے کہ اس کا پروردگار ہے جو گناہ کو بخش دیتا ہے اور گناہ پر عذاب بھی کرتا ہے۔ میں نے اس بندے کی مغفرت کر دی۔ اس کا جو جی چاہے کرے۔ (بخاری' مسلم)

مطلب یہ ہے کہ گنہگار جب تک استغفار اور توبہ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرتا رہتا ہے۔

❁...... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم a نے شیطان رجیم نے حضرت حق کی جناب میں عرض کی کہ مجھے تیری عزت کی قسم جب تک تیرے بندوں کی روح ان کے جسم میں رہے گی میں ان کو بہکاتا رہوں گا اور گمراہ کرتا رہوں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال اور بلند مرتبے کی قسم جب تک میرے بندے مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں ان کی مغفرت کرتا رہوں گا۔ (احمد)

❁...... حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ a نے کہ کسی شخص نے قسم کھا کر یوں کہا تھا کہ خدا کی قسم فلاں شخص کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ایسا کون شخص ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کی مغفرت نہیں کروں گا۔ میں نے فلاں شخص کو بخش دیا اور اس قسم کھانے والے کے تمام اعمال میں نے ضائع کر دیئے۔ (مسلم)

❁...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم a نے جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا مقدر کیا تو ایک کتاب لکھی جو عرش پر اس کے پاس ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ بے شک میری رحمت غضب سے آگے ہے۔ جبکہ ایک اور روایت میں یوں فرمایا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (بخاری ومسلم)

یعنی میری رحمت کا ظہور میرے غضب سے زائد ہے اور میں رحمت کا معاملہ غضب کے مقابلہ میں زیادہ کرتا ہوں۔

❁...... حضرت ثوبانؓ کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اکرم a نے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی رضا طلب کرنے اور تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ خبردار ہو اور جان لے کہ میری رحمت اس پر ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس فرمان الٰہی کو سن کر اعلان کرتے ہیں کہ فلاں بندے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ پھر اسی اعلان کو حاملان عرش اور ان کے آس پاس کے فرشتے دہراتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے رہنے والے ان الفاظ کا اعلان کرتے ہیں کہ فلاں شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ پھر وہ رحمت اس کے لئے زمین پر اترتی ہے۔

❁...... حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں کہ فرمایا رسول اللہ a نے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کے درجات بلند کرتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ الٰہی یہ درجہ کون سے عمل کے بدلے میں بلند کیا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ تیرے لڑکے کے استغفار کی وجہ سے۔ (احمد)

❁...... حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ a نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میرے بندے کی عمر چالیس سال کی ہو جاتی ہے تو میں اس کو تین قسم کے امراض سے محفوظ کر دیتا ہوں۔ یعنی جنون' جذام اور برص سے عافیت دے دیتا ہوں اور جب اس کی عمر پچاس برس کی ہو جاتی ہے تو اس سے حساب

یسیری یعنی آسان حساب کروں گا اور جب کوئی بندہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو میں توبہ اور رجوع الی اللہ اس کا محبوب بنا دیتا ہوں اور جب کسی کی عمر ستر سال کی ہو جائے تو فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں اور جو کوئی اسی برس کا ہو جائے تو اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گناہ نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں اور جب کوئی نوے سال کا ہو جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کا قیدی ہے اللہ کی زمین میں اور اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جب کوئی بندہ ارذل عمر تک پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اس کی تندرستی اور صحت کے زمانے کی مثل اعمال خیر لکھتا رہتا ہے اور اگر اس بندے سے کوئی برائی ہو جاتی ہے تو وہ برائی اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جاتی۔ (حکم)

۞...... حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور اگر سوال ترک کر دیتا ہے اور مانگنا چھوڑ دیتا ہے تو میں اس سے غصے ہوتا ہوں۔ (ابو شیخ)

۞...... حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم کو میری رحمت پیاری اور پسند ہے تو میری مخلوق پر رحم کرو۔ (ابو شیخ' ابن عساکر' دیلمی)

۞...... حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے عزت اور جلال کی قسم میں اپنے بندے پر دو اطمینان اور دو خوف جمع نہیں کروں گا۔ اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو گیا تو اس دن اس کو خوف زدہ کروں گا جس دن اپنے تمام بندے کو جمع کرنے والا ہوں اور اگر دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا تو اس دن اس کو امن دوں گا جس دن اپنے بندوں کو جمع کروں گا۔ (ابو نعیم)

۞...... حضرت انسؓ حضور نبی کریم a سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں زمین والوں پر ان کے گناہوں کے باعث بعض دفعہ عذاب نازل کرنے کا قصد کرتا ہوں۔ لیکن جو لوگ میرے گھروں کو آباد رکھتے ہیں اور پچھلی رات کو استغفار کیا کرتے ہیں ان کو دیکھ کر عذاب کا ارادہ ترک کر دیتا ہوں اور عذاب کو زمین والوں سے لوٹا دیتا ہوں۔ (بیہقی)

۞...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومن کو یہاں تک قریب کرے گا کہ اس کو اپنے پہلو میں لے لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور دریافت کرے گا کہ تو نے فلاں فلاں کام کئے تھے۔ بندہ عرض کرے گا کہ ہاں میرے پروردگار! میں نے یہ کام کئے تھے اور یہ بندہ اپنے دل میں خیال کرے گا کہ میں ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی تیری مغفرت کروں گا۔ پھر اس کے نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور کفار و منافقین کے متعلق عام اعلان کیا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ایسے ظالموں پر۔ (احمد' بخاری' مسلم' نسائی' ابن ماجہ)

۞...... حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم a ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو خطاب کرے گا اور پکارے گا کہ اے اہل جنت! جنتی عرض کریں گے لبیك ربنا وسعدیك! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم مجھ سے راضی ہو۔ اہل جنت عرض کریں گے کہ آپ نے ہم پر ایسا کرم کیا ہے اور وہ چیزیں عنایت کی

ہیں جو دوسری کسی مخلوق کو نہیں دی گئیں۔ ہم آپ سے راضی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے کیا اس سے زیادہ نہ دوں؟۔ اہل جنت عرض کریں گے کہ الٰہی جو کچھ ہم کو دیا گیا ہے اس سے افضل اور زیادہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اپنی رضا مندی تمہارے لئے حلال کر دی۔ میں تم سے راضی ہو گیا اور تم پر کبھی غصے نہ ہوں گا اور نہ اب تم سے کبھی ناراض ہوں گا۔ (احمد، بخاری، مسلم، ترمذی)

❁...... حضرت انسؓ حضور نبی کریم a سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس بندے اور بندی سے شرماتا ہوں جو اسلام میں بوڑھے ہو جاتے ہیں اور جس بندی کا سر اسلام میں سفید ہوا ہو۔ ان کو اس کے بعد بھی آگ کا عذاب کروں؟۔ (ابو یعلی)

❁...... حضرت ابو ہریرہؓ حضور نبی کریم a سے روایت کرتے ہیں کہ فرشتے بعض بندوں کے متعلق حضرت حق سے عرض کرتے ہیں کہ الٰہی تیرا فلاں بندہ برے کام کا ارادہ کر رہا ہے اور ابھی انتظار کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس کو دیکھتے رہو اگر وہ کر گزرے تو لکھ لینا اور اگر باز آ جائے تو ایک نیکی لکھ دینا کہ وہ میری گرفت کے اندیشہ سے ترک کرے گا۔ (احمد، مسلم)

❁...... حضرت انسؓ حضور نبی کریم a سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو اپنے بندے سے جب وہ دونوں ہاتھ میرے سامنے اٹھاتا ہے تو شرم آتی ہے کہ میں اس کے دونوں ہاتھوں کو لوٹا دوں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یہ بندہ مغفرت کا مستحق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر میں تو بخشنے والا اور پرہیز گاری کا اہل ہوں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس بندے کی مغفرت کر دی۔ (حکیم ترمذی)

❁...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رحمت دو عالم a فرماتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے چالیس سالہ لوگوں کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان کی مغفرت کر دوں گا۔ میں نے عرض کیا جن کی عمر پچاس سال کی ہو جائے تو ارشاد فرمایا ان کی بھی مغفرت کر دوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا اور ساٹھ برس والے۔ ارشاد فرمایا ان کو بھی بخش دوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا اور ستر برس کی عمر والے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محمد a میں اس بات سے شرماتا ہوں کہ جس بندے کی عمر ستر برس کی ہو جائے اور اس نے میری عبادت کی ہو اور میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو پھر بھی میں اس کو آگ کا عذاب کروں اور جو لوگ اسی اور نوے سال کے ہوں گے ان کو میں قیامت کے دن بلا کر کہوں گا کہ جس کو تم چاہو اور جس کو تم دوست رکھتے ہو جنت میں داخل کر دو۔ (ابو الشیخ)

❁...... حضرت انسؓ حضور نبی کریم a سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال اور اپنی وحدانیت اور بلند مرتبہ کی قسم اور اپنے عرش پر قائم ہونے کی قسم اور اپنی مخلوق کی اس احتیاج کی قسم جو اس کو میرے ساتھ ہے میں اپنے اس بندے اور اپنی اس بندی کو عذاب کرتے ہوئے شرماتا ہوں جن کو اسلام میں بڑھاپا آ گیا ہو۔ پھر نبی کریم a اس واقعہ کا ذکر کر کے رونے لگے۔ آپ a سے دریافت کیا گیا کہ آپ a کیوں روتے ہیں۔ آپ a نے فرمایا میں اس پر روتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تو شرماتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتا۔ (رافعی)!

اخلاق رذیلہ اور انکا علاج!

مولانا مسیح اللہ خان!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:"ولا تمدن عینیك الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیٰوة الدنیا" ﴿یعنی اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف مت بڑھاؤ جس سے ہم نے نفع دیا ان کافروں کے مختلف گروہوں کو آرائش زندگانی دنیا کی۔﴾ اور رسول اللہ a نے فرمایا:"یهرم ابن آدم ویشیب منه اثنان الحرص علی المال والحرص علی العمر (متفق علیہ)" ﴿یعنی آدمی بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور اس کی دو چیزیں بڑھتی رہتی ہیں۔ مال پر حرص کرنا اور عمر پر حرص کرنا۔﴾

حقیقت حرص

مال وغیرہ کے ساتھ قلت کا مشغول ہونا۔ حرص تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ یہ ایسا مرض ہے کہ اس کو ام الامراض کہنا چاہئے۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے جھگڑے فساد ہوتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں۔ اگر لوگوں میں حرص مال نہ ہو تو کوئی کسی کا حق نہ دبائے۔ بدکاری کا منشاء بھی لذت کی حرص ہے۔ اخلاق رذیلہ کی جڑ بھی یہی حرص ہے۔ کیونکہ عارفین کا قول ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ کی اصل کبر ہے اور کبر ہوس جاہ ہی کا نام ہے۔ پس کبر کا منشاء بھی حرص ہوا۔ انسان کا طبعی خاصہ ہے کہ اگر اس کے پاس مال کے دو جنگل بھی ہوں جن میں سونا، چاندی پانی کی طرح بہتے ہوں۔ پھر بھی وہ تیسرے کا طالب ہوگا۔ جتنا ہوس کو پورا کرو گے۔ اتنا ہی بڑھے گی۔ جیسا کہ خارش والا جتنا کھجلاتا ہے۔ خارش بڑھتی رہتی ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:"ام للانسان ما تمنی "یعنی بھلا انسان کی ہر آرزو پوری ہو سکتی ہے؟۔ یعنی کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی حریص کو راحت نہیں مل سکتی۔ اس کی ہوس کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ کیونکہ ایک آرزو ختم نہیں ہوتی کہ دوسری شروع ہو جاتی ہے اور جب تقدیر پر راضی ہی نہ ہو تو ہر کام میں یوں دل چاہتا ہے کہ یہ بھی ہو جائے اور وہ بھی ہو جائے اور اب امیدوں کا پورا ہونا دشوار ہے۔ اس لئے نتیجہ اس کا پریشانی ہی پریشانی ہے۔ گو ظاہر میں اولاد اور مال سب کچھ ہو۔ مگر حریص کا دل ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔

طریق علاج

خرچ کو گھٹائے۔ تاکہ زیادہ آمدنی کی فکر نہ ہو، اور آئندہ کی فکر نہ کرے کہ کیا ہوگا اور یہ سوچے کہ حریص وطامع ہمیشہ ذلیل رہتا ہے۔

حقیقت طمع

خلاف شریعت امور کو پسند کرنا خواہش نفسانی اور حقیقت شہوت ہے۔ اس کا اعلیٰ درجہ کفر وشرک ہے۔ وہ

تو اسلام سے ہی خارج کر دیتا ہے اور جو ادنیٰ درجہ ہے۔ وہ کمال اتباع سے ڈگمگا دیتا ہے۔ ہر طمع وخواہش نفسانی میں یہ خاصیت ہے کہ راہ مستقیم سے ہٹا دیتی ہے۔ ارشاد باری ہے: ''ولا تتبع الهویٰ فیضلك عن سبیل الله'' ﴿یعنی اور نفسانی خواہشات کی پیروی مت کرنا اگر ایسا کرو گے تو وہ خدا کے راستے سے تم کو بھٹکا دے گی۔﴾ اور ارشاد نبویؐ ہے: ﴿یعنی عاجز وہ ہے جو اپنی خواہشات کی اتباع کرے اور پھر خدا سے نیک اجر کی امید رکھے۔﴾

علاج طمع

مجاہدہ کرنا ہے۔ یعنی مخالفت نفس کی عادت ڈالے۔ تاکہ نفس کی جانی ومالی خواہشات ومرغوبات کو رضائے حق تعالیٰ کے مقابلے میں مغلوب رکھا جاسکے۔ اور مجاہدہ نام ہے نفس کے تقاضوں کو روکنا بتکلف ہو یا بلا تکلف۔

غصہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین'' ﴿اور غصہ کو ضبط کرنے والے اور لوگوں کی تقصیرات سے درگزر کرنیوالے اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔﴾ اور حضور اکرم a نے ارشاد فرمایا: ''لاتغضب ۰ رواه البخاری'' ﴿یعنی غصہ مت کر۔﴾

حقیقت غصہ

خون قلب کا بدلہ لینے کے لئے جوش مارنا غصہ ہے۔ رسول اکرم a نے فرمایا کہ بڑا پہلوان اور طاقت ور وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے۔ بلکہ قوی اور پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ ایک روایت میں ہے کہ قوی وہ ہے جو غصہ کا مالک ہو۔ یعنی غصے پر غالب ہو۔ یہ نہ ہو کہ غصہ کے منشاء کے مطابق فوراً عمل کرے۔ بلکہ اس کو شریعت کی تعلیم کے مطابق استعمال کرے۔ اس لئے غصہ میں جوش پیدا ہونا طبعی امر ہیں۔ اس میں ملامت نہیں۔ مگر انسان کو خدا تعالیٰ نے اختیار بھی دیا ہے۔ اس لئے اس کو روکنا چاہئے۔ اس اختیار کو صرف نہ کرنا انسانیت کے خلاف ہے۔ غصہ کو بھی حق تعالیٰ نے بہت سی مصلحتوں سے انسان کی سرشت میں داخل کیا ہے۔ اس سے بہت سے کام نکلتے ہیں۔ لیکن اختیار کو بھی ساتھ ساتھ رکھ دیا ہے کہ جس جگہ غصہ کا کام ہو وہاں کام لے اور جو جگہ غصہ کے کام کی نہیں۔ وہاں پر کام نہ لے۔

غصہ فی نفسہ غیر اختیاری ہے۔ لیکن اس کے اقتضاء پر عمل کرنا اختیاری ہیں۔ اس لئے اس کا ترک بھی اختیاری ہے اور اختیاری کا علاج بجز استعمال اختیار کے کچھ نہیں۔ گو اس میں تکلف ومشقت بھی ہو۔ اس استعمال کی تکرار اور مداومت سے وہ اقتضاء ضعیف ہو جاتا ہے اور اس کے ترک میں زیادہ تکلف نہیں ہوتا۔ البتہ اس اختیار کے استعمال میں بھی قدرے تکلف ہوتا ہے۔

اسی حدیث شریف میں ہے: ''لا یقضین قاض بین اثنین وهو غضبان'' مطلب یہ ہے کہ حاکم کو چاہئے کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ بھی نہ کرے۔ بلکہ اس وقت مقدمہ ملتوی کردے اور تاریخ بڑھا دے۔

یہاں حاکم سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کی دو آدمیوں پر حکومت ہو۔اس میں معلم استاذ اور گھر کا مالک بھی شامل ہیں۔لہٰذا غصہ کی حالت میں بچوں یا دیگر ماتحتوں اور کمزوروں کو کسی جرم پر سزا دینے میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ غصہ فرو کرنے کے بعد سوچ سمجھ کر سزا دی جائے اور یاد رکھیں کہ جس حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو۔اس کا مطالبہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔یہاں تک کہ اگر کافر ذمی پر کوئی حاکم ظلم کرے تو حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ a اس کی طرف سے مطالبہ کریں گے۔لہٰذا سزا دینے کے وقت احتیاط لازمی ہے اور اگر طبعی طور پر غصہ زیادہ ہو اور ذرا سی بات پر حد سے زیادہ غصہ آجاتا ہو کہ اس وقت عقل نہ رہتی ہو تو جس پر غصہ کیا جاوے بعد غصہ فرو ہونے کے مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑیں۔پاؤں پکڑیں۔ بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھ لیں۔ایک دو بار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آجائے گی۔قول وفعل میں ہرگز تعجیل نہ کریں۔ بتکلف اس تقاضے کی مخالفت کریں۔ جب کوتاہی ہو جائے۔ استغفار کریں اور اگر کسی شخص کے حق میں زیادتی حدود شرعیہ سے تجاوز کر گئی ہو تو اس کو معاف کرائیں۔زبان سے اعوذ باللہ پڑھیں اور اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں اور اگر بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں۔ٹھنڈے پانی سے وضو کریں یا ٹھنڈا پانی پی لیں۔فوراً کسی کام میں لگ جائیں۔ بالخصوص مطالعہ کتب میں مصروف ہو جائیں۔ اگر اس سے بھی غصہ نہ جائے تو اس شخص سے علیحدہ ہو جائیں یا اس کو علیحدہ کر دیں۔جیسا موقع ہو۔

طریق علاج

یہ یاد کریں کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے زیادہ قدرت ہے اور میں اس کی نافرمانی کرتا ہوں۔اگر وہ بھی مجھ سے یہی معاملہ کرلے تو کیا ہوگا اور یہ سوچیں کہ بدون ارادہ خداوندی کے کچھ واقع نہیں ہوتا۔سو میں کیا چیز ہوں کہ مشیت الٰہی سے مزاحمت کروں۔

جھوٹ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:’’واجتنبو اقول الزور‘‘﴿اور جھوٹی باتوں سے کنارہ کش رہو۔﴾رسول اللہ a نے فرمایا:’’علیکم بالصدق وایاکم والکذب (متفق علیہ)‘‘﴿ہمیشہ سچ بولو۔جھوٹ مت بولو۔﴾

جھوٹ کی حقیقت

خلاف واقعہ بات کہنا کذب ہے۔آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو بات سنے بیان کردے۔بلاتحقیق بات نقل کردے۔حضور اکرم a نے فرمایا کہ جھوٹ بولنے سے بچو کہ جھوٹ اور فجور ساتھ ساتھ ہیں اور یہ دونوں جہنم میں ہیں اور فرمایا جھوٹی شہادت تین مرتبہ شرک کے برابر ہے۔نیز دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک زنبور ہے اور وہ اس بیٹھے ہوئے شخص کے گلے کو چیر رہا ہے۔یہاں تک کہ گدی تک جا پہنچتا ہے پھر وہ گلہ درست ہو جاتا ہے۔پھر وہ اس کے ایسا ہی کرتا ہے۔میں نے اپنے ساتھی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا تو کہا وہ شخص جھوٹا ہے۔اس کے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے۔یعنی قبر میں یہ عذاب ہوتا رہے گا۔ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ کسی

عورت نے اپنے چھوٹے سے بچے کو بلایا اور کہا کہ آؤ ہم تمہیں ایک چیز دیں گے۔ رسول اللہ a نے اس عورت سے دریافت فرمایا۔ اگر بلانے سے بچہ آ گیا تو کیا دے گی؟۔ عورت نے کہا کہ چھوہارا دے دوں گی۔ آپ a نے فرمایا اگر کچھ دینے کا ارادہ نہ ہوتا۔ صرف بہلانے کے لئے ایسا لفظ نکلتا تو یہ بھی زبان کا جھوٹ شمار ہوتا۔

علاج

کلام میں احتیاط ہو۔ بدون سوچے کوئی کلام نہ کرے۔ استحضار قبل از وقت ہمت در عین وقت تدارک بعد الوقت نیز اگر کوئی بات بھی منہ سے خلاف شریعت نکل جاوے تو فوراً خوب توبہ کر لے۔

حسد

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ومن شر حاسد اذا حسد'' ﴿یعنی تم کہو حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے میں پناہ مانگتا ہوں۔﴾ اور رسول اکرم a نے فرمایا: ''لا تحاسدوا (رواہ البخاری)'' ﴿آپس میں حسد نہ کرو۔﴾

حقیقت حسد

کسی شخص کی اچھی حالت کا ناگوار گزرنا اور یہ آرزو کرنا کہ یہ اچھی حالت اس کی زائل ہو جائے۔ یہ حسد ہے۔ حسد کے تین درجے ہیں۔ ایک کیفیت انسانیہ ہے۔ جس میں انسان معذور ہے۔ ایک اس کے مقتضاء پر عمل ہے۔ اس میں انسان گنہگار ہے۔ ایک اس کے مقتضاء کی مخالفت ہے۔ اس میں انسان ماجور ہے۔ یعنی ثواب پانے والا ہے۔ حسد کا باعث عموماً تکبر وغرور ہوتا ہے یا عداوت وخباثت نفس کی، بلاوجہ خدا تعالیٰ کی نعمت میں بخل کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس طرح میں کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ حق تعالیٰ بھی دوسرے کو کچھ نہ دے۔ البتہ دوسرے کو نعمت میں دیکھ کر حرص کرنا اور یہ چاہنا کہ اس کے پاس بھی یہ نعمت رہے اور مجھے بھی ویسی ہی نعمت حاصل ہو جائے تو یہ غبطہ اور رشک کہلاتا ہے اور غبطہ شرعاً جائز ہے۔ حسد قلبی مرض ہے۔ اس میں دین کا بھی نقصان ہے اور دنیا کا بھی۔ دین کا نقصان یہ ہے کہ اس کے کئے ہوئے اعمال ساقط ہو جاتے ہیں۔ نیکیاں چلی جاتی ہیں اور حق تعالیٰ کے غصہ کا نشان بن جاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ a فرماتے ہیں: ''حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔'' اور دنیا کا نقصان یہ ہے کہ حاسد ہمیشہ رنج وغم میں مبتلا رہتا ہے اور اسی غم میں گھلتا رہتا ہے کہ کسی طرح فلاں شخص کو ذلت وافلاس نصیب ہو۔ اس طرح عذاب آخرت بھی اپنے سر رکھا اور اپنی قناعت وآرام کی زندگی کو رخصت کر کے ہر وقت کی خلش اور دنیوی کوفت خریدی۔ اسی کو کسی نے کہا ہے:

حاسد کو ایک دم نہیں راحت جہاں میں
رنج حسد ہے جان ہے جب تک جان میں

طریق علاج

تکلف سعی اس شخص کی خوب تعریف کیا کرو اور اس کے ساتھ خوب احسان اور سلوک وتواضع سے پیش آؤ۔

بخل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ ''﴿اور جو بخل کرتا ہے۔وہ اپنے آپ سے بخل کرتا ہیں۔﴾اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''والبخیل بعید من اللہ بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار (رواہ ترمذی)''﴿یعنی کنجوس اللہ تعالیٰ سے دور ہے۔جنت سے دور ہے۔لوگوں سے دور ہے۔دوزخ سے قریب ہے۔﴾

حقیقت بخل

جس چیز کا خرچ کرنا شرعاً یا مروتاً ضروری ہو۔اس میں تنگ دلی کرنا بخل ہے۔بخل کے دو درجے ہیں۔ ایک خلاف مقتضائے شریعت ہے اور یہ معصیت ہے اور دوسرا مقتضائے مروت کے خلاف ہے اور معصیت نہیں ہے۔لیکن خلاف اولیٰ ہے۔فضیلت تو یہ ہے کہ یہ بخل بھی نہ ہو۔نیز جو ضرورتیں اتفاقیہ طور پر پیش آجائیں۔ان کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس مال کے ذریعے آدمی اپنی آبرو کو بچائے۔وہ بھی صدقہ ہے۔مثلاً کسی مال دار کو اندیشہ ہو کہ یہ شاعر یا ڈوم یا ہیجڑا یا بہروپیہ تیری ہجو کرے گا اور اگر اس کو کچھ میں دے دوں گا تو اس کا منہ بند ہو جائے گا اور باوجود اس علم کے اگر اس کو کچھ نہ دے تو وہ شخص بخیل سمجھا جائے گا۔کیونکہ اس نے اپنی آبرو محفوظ رکھنے کی تدبیر نہ کی اور بدگو کو بدگوئی کا موقع دیا۔بخل بہت بڑا مرض ہے۔اس لئے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو بخل سے بچاؤ کہ اس نے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا۔پس مسلمان کے شایان شان نہیں کہ بخل کرے اور جہنم میں جائے اور چونکہ بخل درحقیقت مال کی محبت ہے اور مال کی محبت دنیا کی طرف متوجہ کرتی ہے۔جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا علاقہ ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے اور بخیل مرتے وقت حسرت بھری نظروں سے اپنا جمع کیا ہوا محبوب مال دیکھتا اور جبراً وقہراً آخرت کا سفر کرتا ہے۔اس لئے کہ اس کو خالق جل جلالہ کی ملاقات محبوب نہیں ہوتی اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مرتے وقت اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند نہ کرے۔وہ جہنمی ہے۔

طریق علاج

مال کی محبت کو دل سے نکالنا بذریعہ کثرت یاد موت کے۔

ریاکاری

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''یراؤن الناس ''﴿وہ لوگوں کو دکھلاتے ہیں۔﴾اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''ان یسیر الریاء شرک (رواہ ابن ماجہ)''﴿بے شک تھوڑی ریا بھی شرک ہے۔﴾

حقیقت ریاکاری

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لوگوں کے نزدیک اپنی قدر ہونے کا قصد کرنا۔ریا کی اصلیت یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اپنی عبادت اور عمل خیر کے ذریعے سے وقعت اور منزلت کا خواہاں ہو اور یہ عبادت کے مقصود کے بالکل خلاف ہے۔کیونکہ عبادت سے مقصود حق تعالیٰ کی رضامندی ہے اور اب چونکہ اس مقصد میں دوسرا شریک ہو گیا کہ

رضائے خلق اور حصول منزلت مقصود ہے۔ لہٰذا اس کا نام شرک اصغر ہے۔ نیز آیت کریمہ: ’’فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرك بعبادة ربه احداً‘‘ میں مفسرین نے ’’ولا یشرك بعبادة ربه‘‘ کی تفسیر ریا نہ کرنے سے فرمائی ہے۔

چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس سرہ تفسیر مظہری میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

’’أی لایرائی بعمله ولا یطلب علی عمله اجراً من احد غیره تعالیٰ جزاء ولا ثناء‘‘ ﴿اپنے عمل کو دکھلاوے کے لئے نہ کرے اور نہ اپنے عمل پر خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے کسی قسم کے بدلے یا تعریف کا طلب گار ہو۔﴾ نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کو جزا سزا اور انعام فرمائے گا تو ریاکاروں کو حکم دے گا کہ انہیں کے پاس جاؤ جن کے دکھلانے کو تم نماز پڑھتے تھے اور عبادتیں کیا کرتے تھے۔ اپنی عبادتوں کا ثواب اور طاعت کا صلہ بھی انہیں سے لو اور دیکھو کیا دیتے ہیں؟۔

دوسری طویل حدیث میں آیا ہے کہ قیادت کے دن احکم الحاکمین کی عدالت میں نمازی، عالم اور سخی کی پیشی ہوگی اور تینوں اپنی جہاد فی سبیل اللہ تعلیم وتعلم اور مشغلہ علم دین اور خیرات صدقات کا اظہار کریں گے۔ حکم ہوگا کہ یہ سب اعمال تم نے چونکہ محض دکھلاوے اور ناموری کے لئے اسی غرض سے کئے تھے۔ تاکہ لوگ تمہیں کہیں کہ فلاں شخص نمازی ہے۔ فلاں شخص بڑا عالم ہے۔ فلاں شخص بڑا سخی ہے۔ سو یہ باتیں حاصل ہولیں کہ تمہیں دنیا میں شہرت حاصل ہوئی اور لوگوں نے تم کو نمازی اور عالم اور سخی کہہ کر پکارا۔ پھر جس مقصد کے لئے اعمال کئے تھے جب وہ حاصل ہو چکا تو اب کیا استحقاق رہا اور یہاں کیا چاہتے ہو۔ لہٰذا جہنم میں جاؤ۔ نیز رسول مقبول a فرماتے ہیں کہ جس عمل میں ذرہ برابر بھی ریا ہوگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔ جناب رسول اللہ a کے اس ارشاد کو بگوش ہوش سنو اور عبرت پکڑو۔

لہٰذا کسی عمل میں نہ اظہار کا مقصد کریں، نہ اخفاء کا۔ اپنے کام سے کام رکھیں۔ اپنے اختیار سے ہر کام میں رضائے الٰہی کا قصد اور اپنے اختیار سے رضائے خلق کا قصد نہ کریں۔ بلاقصد کے اگر رضائے خلق کا وسوسہ یا خیال آوے تو اس کی مطلق پرواہ نہ کریں اور ہر عمل سے قبل مراقبہ ومحاسبہ کرتے رہیں کہ اس میں میرا کیا قصد ہے۔ آیا رضائے الٰہی ہے یا رضائے خلق ہے اور نیت کو خالص کر کے عمل کیا کریں۔

طریق علاج

حب جاہ کو دل سے نکال دیں۔ کیونکہ ریا اسی کا ایک شعبہ ہے اور عبادت پوشیدہ کریں۔ یعنی جو عبادت جماعت سے نہیں ہے اور جن کا اظہار ضروری ہے۔ ازالہ ریأ کے لئے ازالہ حب جاہ کافی ہے۔ اور طریق معالجے کا یہ ہے کہ جس عبادت میں ریأ ہو اس کو کثرت سے کریں۔ پھر کوئی التفات کرے گا۔ نہ اس کو خیال رہے گا۔ وہ چند روز میں ریا سے عادت پھر عادت سے عبادت اور اخلاص بن جائے گی۔

عمر ثانی c!

ساجد محمود عاجز!

اگر یسوع مسیح کے بعد کوئی شخص مردوں میں زندگی کی روح پھونک سکتا تو میں ان کے متعلق گمان کرتا کہ وہ یہ اعجاز دکھا سکتے ہیں۔ مجھے وہ راہب پسند نہیں ہے جو دنیا سے کٹ کر کسی گرجے میں خلوت گزیں ہو جاتا ہے اور خدا کی عبادت کرتا ہے۔ مجھے تو اس راہب پر حیرت ہوتی تھی کہ دنیا اس کے قدموں کے نیچے تھی۔ مگر پھر بھی راہبانہ زندگی بسر کرتا تھا۔

یہ وہ خراج تحسین ہے کہ جو قیصر روم نے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے انتقال کی خبر سن کر ادا کیا۔ تاریخ گواہ ہے قیصر روم کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ یہ اس شخص کی عقیدت اور غم والم کا عالم تھا جس کی اس سلطنت کے ساتھ ایک مدت سے کشمکش جاری تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جس وقت مدینہ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت ان کے چچا عبدالملک بن مروان امیر المومنین تھے۔ آپ کا زیادہ تر بچپن مدینہ میں ہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس گزرا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکمران خاندان میں آنکھیں کھولیں۔ عیش و تنعم کے گہوارے میں پرورش پائی۔ عیش ونشاط اور خوشحال زندگی میں خاندان بھر میں سب پر عمر بن عبدالعزیزؒ کو فوقیت حاصل تھی۔ امیرانہ زندگی کی ٹھاٹھ میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ عطر بیزی میں ان کا شہرہ تھا۔ جہاں سے گزر جاتے وہاں کی فضا معطر ہو جاتی۔ ناز وخرام کی ایک مخصوص مستانہ چال چلتے جو انہیں کی نسبت سے عمری چال کے نام سے مشہور ہو گئی تھی۔ نفاست کا یہ حال تھا کہ جس لباس کو ایک مرتبہ کسی کی نگاہ چھو لیتی اسے دوبارہ زیب تن نہ کرتے۔ مدینہ کے گورنر مقرر ہوئے تو تیس اونٹوں پر صرف ان کا ذاتی سامان لد کر گیا تھا۔

جب خلیفہ ولید بن عبدالملک نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو مدینہ کا گورنر بنایا تو آپ نے فرمایا۔ اس شرط پر گورنری قبول کرتا ہوں کہ مجھے پہلے گورنروں کی طرح ظلم کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ خلیفہ نے کہا آپ حق پر عمل کریں۔ خواہ خزانہ خلافت کو ایک پائی نہ ملے۔ آپ نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی علماء واکابر کو جمع کیا اور فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کو کہیں بھی ظلم نظر آئے تو خدا کی قسم مجھے اس کی اطلاع ضرور دینا۔ جب تک آپ مدینہ کے گورنر رہے۔ کسی شخص نے آپ سے عدل، نیکی، فیاضی اور ہمدردی کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ تاہم شہزادگی کی خو بو اپنی جگہ قائم تھی۔ جب سلیمان بن عبدالملک کا آخری وقت آیا تو اس کی اولاد میں کوئی ایسا نہ تھا جو بار خلافت اٹھا سکتا۔ کیونکہ وہ آپ کے حالات سے واقف تھے۔ اس لیے آپ ہی خلافت کے لیے موزوں تر نظر آئے۔ اس کے لیے وزیر اعظم رجاء بن حیوۃ سے مشورہ کیا اور خیال بھی ظاہر کیا رجاء بن حیوۃ نے اس رائے کی پرزور تائید کی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو شک ہوا کہ وہ کہیں آپ کو اپنا جانشین نہ بنائیں۔ گھبرائے ہوئے رجاء بن حیوۃ کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا۔ مجھے خطرہ ہے کہ خلیفہ سلیمان نے میرے حق میں وصیت نہ کر دی ہو۔ آپ کو معلوم

ہوگا۔ آپ مجھے ابھی بتا دیں۔ تاکہ میں استعفیٰ دے کر سبکدوش ہو جاؤں اور وہ اپنی زندگی میں کوئی دوسرا انتظام کر جائیں۔ رجاء بن حیوۃ نے آپ کو ٹال دیا۔ مگر جب وصیت نامہ سامنے آیا تو آپ کا اندیشہ درست ثابت ہوا۔ اس وقت خلیفہ سلیمان بن عبدالملک دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ اس واسطے آپ نے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا: اے لوگو! میری خواہش اور تمہارے ارادے کے بغیر مجھے خلیفہ بنایا گیا ہے۔ میں تمہیں اپنی بیعت سے خود ہی آزاد کئے دیتا ہوں۔ تم جسے چاہو اپنا خلیفہ مقرر کرلو۔ تمام لوگوں نے بیک وقت آواز کہا کہ یا امیر المومنین! ہمارے خلیفہ آپ ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ صرف اس وقت تک جب تک میں اطاعت الٰہی کی حد سے باہر قدم نہ رکھوں۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ ان کے شب و روز میں ایسا انقلاب آیا کہ بڑے بڑے راہبوں، عابدوں' زاہدوں اور ساجدوں کی داستانیں گرد ہو گئیں۔

اقتدار کا نشہ بڑا ہی تند ہوتا ہے۔ بڑے بڑے نیک خو اور فرشتہ خصلت انسان بہک جاتے ہیں۔ جو پہلے ہی غرور و مستی کے نشے میں سرشار ہوں۔ ان کی سرمستی اور خودسری مزید دو آتشہ ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ عجیب نظارہ سامنے آیا کہ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی خود پسندی، تکبر و غرور اور عیش و اقتدار کا نشہ بھی کافور ہو گیا۔ ان کی زندگی، رہن سہن اور عادات و اطوار کا قالب ہی بدل گیا۔ مسجد وابق میں شاہی خاندان کے افراد سے بیعت لے کر آئے تو ماضی سے اس طرح دامن جھاڑ کر اٹھے کہ پھر مرتے دم تک ان کی زندگی پر اس کا سایہ بھی پڑنے نہیں پایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب سلیمان کے دفن سے فارغ ہو کر واپس آنے لگے تو آپ کو شاہانہ سواری پیش کی گئی۔ فرمایا یہ کیسی! عرض کیا گیا یہ شاہی سواری ہے جس پر کبھی کوئی سوار نہیں ہوا۔ ان کا مصرف یہ ہے کہ نیا خلیفہ پہلی بار ان کو سواری سے مشرف کیا کرتا ہے۔ آپ نے انہیں قبول نہ فرمایا اور جب آپ کے لئے خیمے اور شامیانے آراستہ کئے گئے جو کبھی کسی نے استعمال نہیں کئے تھے تو آپ نے ان کو بھی استعمال کرنے سے انکار کر دیا اور کہا انہیں بیت المال میں جمع کروا دو اور خود اپنے خچر پر سوار ہو کر ان فرش فروش تک پہنچے جو نئے خلیفہ کے اعزاز میں آراستہ کئے گئے تھے۔ آپ ان کو پاؤں سے ہٹاتے ہوئے نیچے کی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ جب کوتوال نے حسب دستور نیزہ اٹھا کر آپ کے ساتھ چلنا چاہا تو آپ نے اسے وہیں روک دیا اور فرمایا میں تو مسلمانوں کا ایک معمولی فرد ہوں۔

دستور یہ تھا کہ جب کسی خلیفہ کا انتقال ہوتا اور اس کے ملبوسات اور عطر وغیرہ میں سے جو چیزیں استعمال شدہ ہوتیں۔ وہ اس کے اہل و عیال کا حق سمجھی جاتیں اور غیر مستعمل خلیفہ کی نذر کر دی جاتیں۔ یہ سامان جب آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو عطر اور کپڑے خلیفہ کے استعمال شدہ ہیں۔ وہ سب چیزیں نہ میری ہیں نہ تمہاری۔ ان کو مسلمانوں کے بیت المال میں پہنچاؤ۔ قصر خلافت میں داخل ہوئے تو درودیوار پر لٹکے ہوئے پردے چاک کروا دیئے۔ خود اپنے گھر سے ماضی کا ایک ایک نقش مٹا دیا۔ خدم و حشم عطر و لباس اور آرائش کا سامان سب کو فروخت کر کے قیمت خدا کی راہ میں دے دی۔ غلاموں کو اندھوں' اپاہجوں اور یتیم بچوں میں تقسیم کر دیا کہ ان کی خدمت کریں۔

امراء و وزراء نے جب یہ حال دیکھا تو انہیں اپنی فکر دامن گیر ہوئی۔ وہ آپس میں باہمی مشورہ کرتے ہیں کہ جو کچھ آج دیکھا ہے اس کے بعد شاہی سواریوں خیموں، شامیانوں، زینت و آرائش اور فرش فروش کی توقع تو بے

سود ہے۔ اب صرف ایک چیز رہ جاتی ہے اور وہ ہیں لونڈیاں۔ یہ ان کی خدمت میں پیش کرو۔ ممکن ہے مراد بر آئے۔ ورنہ ان صاحب سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ چنانچہ موتیوں جیسی دوشیزاؤں کو لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے سب کے بارے میں حکم فرمایا کہ انہیں ان کے مالکوں کو واپس کردو۔ چنانچہ سواری دے کر انہیں ان کے اصل شہروں کی طرف واپس کردیا۔ ان لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو آپ سے قطعی مایوس ہوگئے اور انہیں یقین ہوگیا کہ آپ لوگوں کو حق وانصاف پر مجبور کردیں گے۔

جب علماء نے ممبروں پر حسب روایت آپ کا نام لیا اور سلام بھیجا تو آپ نے فرمایا۔ میرے بجائے سب مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرو۔ اگر میں مسلمان ہوں گا تو یہ دعا مجھے بھی خودبخود پہنچ جائے گی اور جب لوگ آپ کے سامنے کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا۔ اگر تم کھڑے ہوگے تو ہمیں بھی کھڑا ہونا پڑے گا۔ تم بیٹھو گے تو ہم بھی بیٹھیں گے۔ انسانوں کے سامنے کھڑے ہونا زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ سب رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ جو شخص ہماری مصاحبت میں رہنا چاہتا ہے اسے پانچ باتوں کا اہتمام کرنا ہوگا۔

۱...... جن لوگوں کی ضرورتیں ہم تک نہیں پہنچ پاتیں ان کی ضرورتیں ہمیں پہنچائے۔
۲...... عدل وانصاف کی جو صورتیں ہم سے اوجھل ہیں۔ ان کی طرف ہماری رہنمائی کرے۔
۳...... حق وانصاف کے قیام میں ہماری مدد کرے۔
۴...... ہمارے پاس کسی کی بدگوئی نہ کرے۔
۵...... ہمارے اور تمام لوگوں کی امانت کا حق ادا کرے۔

جو شخص ان امور کا خیال نہیں کر سکتا۔ اس کو ہماری صحبت اور ہم نشینی کی اجازت نہیں۔

ایک رات کو کچھ لوگوں کے ساتھ کسی کام کے سلسلے میں بیٹھے تھے کہ چراغ مدھم ہوگیا۔ آپ نے اسے اٹھ کر ٹھیک کردیا۔ حاضرین نے کہا امیرالمؤمنین اس خدمت کے لئے ہمیں کہہ دیا جاتا۔ فرمایا کوئی بات نہیں میں جب اٹھا تھا تب بھی عمر بن عبدالعزیز تھا اور اب بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔

آپ کی خدمت میں اردن سے ککڑیوں کے دو ٹوکرے آئے۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے ہیں۔ عرض کیا گیا اردن کے گورنر نے ہدیہ بھیجا ہے۔ فرمایا کس چیز پر لاد کے لائے گئے۔ عرض کیا گیا سرکاری ڈاک کی سواریوں پر۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سواریوں پر میرا حق عام مسلمانوں سے زیادہ نہیں رکھا۔ انہیں لے جاؤ اور فروخت کر کے ان کی قیمت ڈاک کی سواریوں کی مد میں جمع کردو۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بھتیجے نے مجھے اشارہ کیا کہ جب ان کی قیمت طے ہوجائے تو میرے لئے خرید لانا۔ چنانچہ دونوں ٹوکرے بازار لائے گئے۔ ان کی قیمت چودہ درہم طے ہوئی۔ میں نے یہ قیمت ادا کی اور ٹوکرے خرید کر ان کے بھتیجے کو لا دیئے۔ اس نے ایک خود رکھ لیا اور دوسرے کے لئے کہا کہ یہ امیرالمؤمنین کی خدمت میں لے جاؤ۔ میں نے امیرالمؤمنین کی خدمت میں پیش کیا تو چونک کر فرمایا یہ کیا۔ عرض کیا وہ دونوں آپ کے بھتیجے نے خرید لئے تھے۔ ایک انہوں نے خود رکھ لیا اور دوسرا آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ فرمایا ہاں! اب میرے لئے ان کا کھانا درست ہے۔

آپ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر اپنی صاحبزادیوں کے پاس تشریف لے جاتے۔ حسب معمول ایک رات ان کے یہاں گئے تو آپ کی آہٹ پاتے ہی انہوں نے اپنے منہ پر ہاتھ سے رکھ لئے اور دروازے کی طرف لپکیں۔ آپ نے خادمہ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ ان کے پاس شام کے کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا۔ مجبوراً انہوں نے پیاز سے پیٹ بھرا ہے۔ ان کو گوارا نہ ہوا کہ آپ ان کے منہ کی بو محسوس کریں۔ یہ سن کر آپ رو پڑے اور فرمایا بیٹی! تمہیں اس سے کیا نفع ملے گا کہ تم رنگا رنگ کے کھانے کھاؤ اور تمہارے باپ کو پکڑ کر دوزخ میں لے جایا جائے۔ یہ کہہ کر عمر بن عبدالعزیزؒ واپس آ گئے اور صاحبزادیوں کی روتے روتے چیخیں نکل گئیں۔

آپ نے شاہی خاندان کے وظیفے بند کرا دیئے۔ ایک بار آپ کی پھوپھی صاحبہ آپ کی اہلیہ محترمہ فاطمہ کے پاس آئیں اور کہا کہ میں امیرالمومنین سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ فاطمہ نے کہا ذرا تشریف رکھئے۔ وہ ابھی مصروف ہیں۔ وہ بیٹھ گئیں۔ تھوڑی دیر بعد غلام گھر سے چراغ لے کر گیا۔ فاطمہ نے کہا اگر آپ کو کوئی بات کرنی ہے تو اب وہ فارغ ہیں۔ ان کا معمول یہ ہے کہ جب تک مسلمانوں کے کام میں مصروف ہوتے ہیں تو شمع جلاتے ہیں اور اپنا ذاتی کام ہو تو چراغ منگوا لیتے ہیں۔ پھوپھی صاحبہ آپ کے پاس گئیں۔ دیکھا کہ آپ شام کا کھانا کھا رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چند روٹیاں اور ذرا سا زیتون۔ بس یہ تھا امیرالمومنین کا کھانا۔ پھوپھی صاحبہ نے کہا امیرالمومنین! میں تو اپنی ایک ضرورت سے آئی تھی۔ مگر آپ کو دیکھ کر احساس ہوا کہ اپنی ضرورت سے پہلے مجھے آپ کے مسائل پر کچھ کہنا چاہئے۔ آپ نے کہا فرمائیے۔ پھوپھی نے کہا آپ ذرا نرم کھانا کھایا کیجئے۔ فرمایا پھوپھی صاحبہ یقیناً میں ایسا ہی کروں گا۔ مگر کیا کیجئے اس کی گنجائش ہی نہیں۔ آپ کی پھوپھی نے کہا آپ کے چچا عبدالملک مجھے اتنا وظیفہ دیا کرتے تھے۔ ان کے بعد آپ کے بھائی ولید آئے۔ انہوں نے اس میں اضافہ کر دیا۔ اب آپ نے آ کر تو میرا وظیفہ ہی بند کر دیا۔ آپ نے فرمایا پھوپھی میرے چچا اور بھائی ولید اور سلیمان آپ کو مسلمانوں کا مال دیا کرتے تھے۔ یہ مال میرا نہیں کہ میں آپ کو دیا کروں۔ آپ کہیں تو ذاتی جو دو سو دینار سالانہ وظیفہ ملتا ہے۔ اس میں سے دے سکتا ہوں۔ پھوپھی نے کہا تمہارے وظیفے میں سے لے کر کیا کروں گی۔ آپ نے فرمایا بس پھر میرے پاس تو یہی ہے۔ اس کے علاوہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔

عمر بن حزم مدینہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے لکھا کہ ہمیں پہلے سے جو رقم روشنی کی مد میں ملتی تھی وہ کم ہوگئی ہے۔ جس سے ہم اپنے آمد و رفت کے راستوں میں روشنی کا انتظام کرتے تھے اسے آپ نے جواب میں لکھا کہ اے حزم کے بیٹے! بخدا! مجھے تیرا وہ وقت یاد ہے اچھی طرح سے جب تم سردیوں کی سخت راتوں میں روشنی کے بغیر اپنے گھر سے نکلتے تھے۔ بخدا! آج تمہاری حالت اس دن سے بہتر ہے۔ بس اپنے گھر کی بتیوں سے کام چلاؤ۔ آپ نے حکم فرمایا کہ کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور اس کے ذمہ قرضہ ہو تو اس کا قرضہ بیت المال سے ادا کر دو۔ بشرطیکہ وہ قرضہ کسی حماقت کی بناء پر نہ ہو۔ جو شخص مہر کی رقم ادا نہیں کر سکتا اس کی شادی کر کے مہر بیت المال سے ادا کر دو۔

آپ نے سلطنت کے تمام ظالم عہدے دار جن کے مزاج بگڑے ہوئے تھے۔ دائرہ نظم و نسق سے الگ

کردیئے۔ عوام پر ہر قسم کا تشدد یک لخت ہٹادیا۔ افسران پولیس نے کہا جب تک لوگوں کو شبہ میں پکڑ کر سزائیں نہ دیں وارداتیں بند نہیں ہوں گی۔ آپ نے ان کو لکھا آپ صرف شریعت کے مطابق لوگوں سے مواخذہ کریں۔ اگر حق وعدل پر عمل کرنے سے وارداتیں نہیں رکتیں تو انہیں جاری رہنے دیں۔ خراسان کے گورنر کا خط آیا کہ اس کے یہاں لوگ سخت سرکش ہیں۔ تلوار اور کوڑے کے سوا کوئی چیز ان کی سرکشی دور نہیں کر سکتی۔ آپ نے جواب بھیجا کہ آپ کا خیال بالکل غلط ہے۔ بے لاگ حق پرستی اور نرم روی انہیں ضرور درست کر سکتی ہے۔ آپ اسی کو عام کیجئے۔

ان تمام لوگوں کے نام رجسٹر میں درج کر لئے جو کمائی کے قابل نہ تھے۔ ان سب کے وظیفے مقرر کر دیئے۔ عام حکم تھا کہ میری سلطنت میں کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ بعض گورنروں نے لکھا کہ اس طرح تمام خزانے خالی ہو جائیں گے۔ فرمایا جب تک اللہ کا مال موجود ہے اللہ کے بندوں کو دیتے چلے جاؤ۔

آپ نے مسلم اور غیر مسلم کے شہری حقوق یکساں کر دیئے۔ حیرہ کے ایک مسلمان نے ایک غیر مسلم کو قتل کر دیا۔ آپ نے مقتول کو پکڑ کر وارثوں کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ ربیعہ نے ایک سرکاری ضرورت کے لئے ایک غیر مسلم کا گھوڑا پکڑ لیا۔ آپ کو اطلاع ہوئی تو ربیعہ کو بلوالیا اور اسے چالیس کوڑے لگوائے۔

زمام خلافت سنبھالنے کے بعد ان املاک واموال کی واپسی کرائی جو ان کے پیش روؤں نے ظلم وجور سے غصب کر لی تھیں اور اپنی بڑی بڑی جاگیریں بنالی تھیں۔ یہ بڑا نازک کام تھا۔ سارے خاندان نے سخت مخالفت کی۔ مگر آپ نے اس مخالفت کی پروانہ کرتے ہوئے اسے انجام دیا اور پہل اپنے گھر سے کی۔ شاہی خاندان سے اموال کی واپسی کے بعد عام غصب شدہ اموال کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے تمام گورنروں کو احکام جاری کئے کہ اب تک جو اموال اور جائیدادیں غصب کی گئی ہیں ان کے اصل مالک اگر زندہ ہیں تو انہیں۔ ورنہ ان کے ورثاء کے حوالے کر دی جائیں۔

اہل وعیال کسے پیارے نہیں ہوتے۔ زیادہ تر انہیں کی محبت میں آ کر جائز وناجائز تقاضے انسان کو بے راہ روی پر مجبور کر دیتے ہیں۔ مگر عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کو اپنے اختیار کردہ منہاج حیات کے درمیان بھی حائل ہونے نہ دیا۔ ان کی بیوی فاطمہ خلیفہ عبدالملک کی بیٹی تھیں۔ انہوں نے جس ناز ونعم سے پرورش پائی ہوگی اس کا تصور کچھ دشوار نہیں۔ شوہر کے گھر آئیں تو یہاں بھی عیش وعشرت اور امارت کی فضا تھی۔ اس فضا میں عمر بن عبدالعزیزؒ کے اکثر بچوں نے آنکھ کھولی اور پروان چڑھے۔ ناز ونعمت کی گود میں پلے ہوؤں کو یک لخت فقر وفاقہ، محرومی وتنگ دستی کے سپرد کر دینا کوئی کھیل نہیں ہے۔ پھر یہ محرومی اگر گردش روزگار کے ہاتھوں ہو تو انسان صبر کی سل سینے پر رکھ لیتا ہے کہ چارہ کار یہی ہوتا ہے۔ لیکن جب بیوی بچے دیکھ رہے ہوں کہ پوری مملکت کے خزانے اور وسائل ان کے شوہر اور باپ کے ہاتھ میں ہیں۔ پھر عیش وعشرت تو ایک طرف رہ گیا اچھا کھانے اور اچھا پہننے کو ترس گئے ہیں تو ان کے دلوں پر کیا گزرتی ہوگی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اسے گوارا کیا۔

آخری وقت میں بھی جب لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ امیرالمومنین آخری وقت ہے۔ آپ ان کے لئے کچھ وصیت فرما جائیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اپنی اولاد کا کوئی حق تلف نہیں کیا۔ البتہ جو دوسروں کا

حق تھا وہ انہیں نہیں دیا۔ میرا اور ان کا وارث صرف اللہ ہے۔ میں ان سب کو اس کے سپرد کرتا ہوں۔ اگر یہ اللہ سے ڈریں گے تو اللہ ان کے لئے کوئی سبیل نکالے گا۔ اگر یہ گناہوں میں مبتلا ہوں گے تو میں انہیں دولت و مال دے کر ان کے گناہوں کو مضبوط نہیں بناؤں گا۔ پھر اپنے بیٹوں کو بلا کر فرمایا اے میرے عزیز بچو! دو باتوں میں سے ایک بات تمہارے باپ کے اختیار میں تھی۔ ایک یہ کہ تم دولت مند ہو جاؤ اور تمہارا باپ دوزخ میں جائے۔ دوم یہ کہ تم محتاج رہو اور تمہارا باپ جنت میں داخل ہو جائے۔ میں نے دوسری بات پسند کر لی ہے۔ اب میں تمہیں صرف اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔

سارا دن سلطنت کی ذمہ داریاں ادا فرماتے اور رات کو تن تنہا اپنی مسجد میں بیٹھ جاتے اور ساری ساری رات گریہ وزاری میں گزارتے۔ یہاں تک کہ آنکھ لگ جاتی۔ بیدار ہوتے تو پھر اشک فشانی کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ یہاں تک کہ پھر سو جاتے۔ رفیقۂ حیات فاطمہ سے ان کی یہ حالت نہ دیکھی جاتی۔ ایک دن انہوں نے پوچھ لیا تو فرمایا جب میں سوچتا ہوں کہ اس وقت چھوٹے بڑے سفید سیاہ کا میں ذمہ دار ہوں تو مجھے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ میری سلطنت کے اندر جتنے غریب، مسکین محتاج، یتیم موجود ہیں۔ ان سب کے متعلق مجھ سے اللہ پوچھے گا اور محمد a مجھ پر دعویٰ کریں گے۔ اگر میں خدا اور رسول a کے سامنے جواب نہ دے سکا تو میرا کیا انجام ہوگا؟۔ اس تصور سے مجھے جان کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ میری طاقت گم ہو جاتی ہے۔ میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور جس قدر اس وقت کو یاد کرتا ہوں۔ میرا خوف بڑھتا جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بے دریغ بہنے لگتے ہیں۔

آپ کے دور حکومت میں لوگوں کی رفاہیت اور مال کی فراوانی اس قدر بڑھ گئی کہ عدی ابن ارطاۃ نے آپ کو خط لکھا کہ مجھے خطرہ ہو رہا ہے کہ لوگوں میں تکبر اور سرکشی پیدا نہ ہو جائے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں لکھا کہ اپنے یہاں کے لوگوں سے کہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ شکر ہوگا تو انشاء اللہ غرور نہیں ہوگا۔

یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مجھے افریقہ کے صدقات کی تحصیل کے لئے بھیجا۔ میں نے صدقات وصول کر کے ان فقراء کو تلاش کرنا شروع کر دیا جن پر وہ خرچ کئے جاسکیں۔ ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جو ان صدقات کے لینے پر آمادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہاتھوں لوگوں کو اتنا غنی کر دیا تھا کہ ڈھائی سال کی مختصر مدت خلافت میں خوشحالی کی یہ کیفیت پیدا ہوگئی کہ لوگ حکام کے پاس صدقے کا مال لے کر آتے تھے۔ مگر کوئی حاجت مند نہیں ملتا تھا جسے یہ مال دیا جاتا۔

آپ کی عادت تھی کہ سوار ہو کر باہر نکلتے اور آتے جاتے لوگوں سے مل کر ان سے مختلف علاقوں کے حالات معلوم کرتے۔ ایک بار اس مقصد کے لئے آپ اپنے خادم مزاحم کے ساتھ سوار ہو کر نکلے۔ آج جو مسافر ملا وہ مدینہ شریف سے آ رہا تھا۔ اس سے دریافت فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کی کیا حالت ہے؟۔ اس نے کہا میں مدینہ کو اس حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہاں ظالم بے بس اور مغلوب ہیں۔ مظلوم کی دادرسی ہوتی ہے۔ مالدار کے پاس دولت کی کمی نہیں اور تنگدست بھی خوشحال ہے اور اس کی ضروریات خوب پوری ہو رہی ہیں۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیزؒ بے حد خوش ہوئے اور فرمایا قسم خدا کی اگر تمام شہروں کی حالت یہی ہو تو مجھے تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب ہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے اگر تم سے ہو سکے تو عالم بنو۔ یہ نہ ہو سکے تو متعلم بنو۔ یہ نہ ہو تو علماء سے محبت رکھو۔ فرمایا جس نے اس نصیحت کو قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کا کوئی راستہ نکال ہی دے گا۔

خلیفہ سلیمان نے خود ہی یزید بن عبدالملک کو آپ کا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ آپ نے اس کے لئے وصیت نامہ لکھوایا کہ اب میں آخرت کی طرف جا رہا ہوں۔ وہاں خداوند تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا۔ حساب لے گا اور میں اس سے کچھ نہ چھپا سکوں گا۔ اگر وہ راضی نہ ہوا تو افسوس میرے انجام پر۔ تم کو میرے بعد تقویٰ اختیار کرنا چاہئے۔ تم میرے بعد زیادہ دیر تک زندہ نہ رہو گے۔ ایسا نہ کہ تم غفلت میں پڑ جاؤ اور تلافی کا وقت ضائع کر دو۔ اس کے بعد آپ نے ایک عیسائی کو بلوایا۔ اس سے اپنی قبر کی زمین خریدی۔ عیسائی نے کہا میرے لئے یہ عزت کیا کم ہے کہ آپ کی ذات پاک میری زمین میں دفن ہو۔ میں اب عزت کی قیمت وصول نہیں کروں گا۔ آپ نے اصرار کر کے قیمت اسی وقت ادا کر دی اور بیس دن بیمار رہ کر ۴۳ سال کی عمر میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

سہ روزہ ختم نبوت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کاموکی ضلع گوجرانولہ کے زیر اہتمام سہ روزہ ختم نبوت کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں تحصیل کاموکی سے تعلق رکھنے والے آئمہ وخطباء، دینی مدارس اور سکول وکالجز کے طلباء اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب نے شرکت کی۔ ختم نبوت کورس میں مولانا عبدالقدوس خان قارن، مولانا محمد طیب فاروقی اسلام آباد، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا عبدالواحد رسولنگری اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد عارف شامی نے لیکچرز دیئے۔ کورس کے آخری روز بعد نماز عصر مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم کاموکی میں تقریب اسناد منعقد ہوئی جس میں مولانا محمد اشرف مجددی، مولانا قاری منیر احمد قادری، سید احمد حسن زید، حافظ خرم شہزاد نے شرکت کی اور شرکاء میں اسناد تقسیم کیں۔ انجمن اصلاح وتبلیغ مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل کاموکی کے صدر رانا محمد ذوالفقار علی، مولانا محمد یاسر الطاف، مہر ریاض تحسین اور دیگر مقامی احباب نے کورس کی کامیابی کے لئے بڑھ چڑھ کر محنت کی اور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ شرکاء کورس اور منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

شورکوٹ میں ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد حیدر کرار شورکوٹ سٹی میں سہ روزہ ردقادیانیت کورس ۱۵، ۱۶، ۱۷ رجولائی کو منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مفتی محمد طلحہ نے کی۔ انتظام محمد اشفاق نے کیا۔ ۱۵، ۱۶ رجولائی کو مغرب سے عشاء تک مولانا حافظ غلام حسین جھنگوی نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان پر خطاب کیا۔ ۱۷ جولائی کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جھوٹے مدعیان نبوت کے دجل وفریب، مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ کی تردید کی۔ بھرپور انداز میں قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے اصول وضوابط بتلائے۔

دینی مدارس میں انگریزی!

قسط نمبر:۲ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ!

۴...... حضرت مولانا محمد یعقوبؒ کا ملفوظ ماخوذ از مجالس مفتی اعظم ص۳۳۱۔

ایک مرتبہ (ندوہ میں جہاں دین اور دنیا کی تعلیم کی پہلی بنیاد ڈالی گئی یہ نظریہ بھی برا نہ تھا) حضرت مولانا محمد یعقوبؒ سے کسی نے عرض کیا تھا کہ دین کی تعلیم کے ساتھ دنیا کی تعلیم بھی جاری کرادیجئے تو فرمایا کہ ناپاکی کے ساتھ کبھی پاکی جمع نہیں ہوتی۔ دین کے ساتھ دنیا کو اگر جوڑا جائے تو تجربہ یہ ہے کہ صرف دنیا ہی رہ جاتی ہے۔ ہاں! دین کی تعلیم الگ ہو۔ پھر دنیا کی بعد میں ہوجائے۔ معاش کے لئے تو جائز ہے۔ چنانچہ ندوہ میں تعلیم کی بنیاد ڈالی گئی تو حضرت گنگوہیؒ کے پاس لوگ آئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اصول ومقاصد تو ٹھیک ہیں۔ لیکن دل کو نہیں لگتا کہ دین بھی پورا ہوجائے اور دنیا کی تیخ بھی آجائے۔ یہ دل کو نہیں لگتا۔ لہٰذا میں اس میں نہیں آسکتا۔ آپ لوگ کریں۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ لیکن پھر لوگوں نے دیکھا کہ انگریزی تعلیم غالب آئی اور دین صرف ایک علم بن کر رہ گیا اور عمل سے کوئی واسطہ نہ رہا۔

۵...... ندوۃ العلماء کے لوگ یعنی مولانا عبدالماجد دریاآبادیؒ اور مولانا سلیمان ندویؒ وغیرہ تھانہ بھون آئے تو دیکھا کہ یہاں تو رنگ ہی اور ہے اور دین تو یہی ہے۔ چنانچہ بیعت کی اور پھر ندوہ کی اصلاح کی فکر ہوئی۔ طے ہوا کہ کوئی عالم بلاکر اصلاح پر مامور کیا جائے۔ لوگوں نے میرے (مفتی محمد شفیع صاحبؒ) لئے تجویز کیا کہ ان کو ندوہ بھیج دیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ ندوہ کے لوگ یہ کہتے ہیں (وکالت اس کا نام ہے کہ اس کا پورا مطلب ظاہر کردیا جائے اپنی طرف سے کوئی جملہ پسند یا ناپسند کا نہیں بڑھایا کہ جس سے مجھے آپ کی پسند یا ناپسند کا احساس ہو) میں نے عرض کیا کہ حضرت میں کیا عرض کروں۔ میں تو اپنے اوپر شبہ کرتا ہوں کہ مجھ میں کوئی خامی ضرور ہے جو مجھ پر نظر پڑی اور ان کی اصلاح یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ یہ تو خود بڑے بڑے چراغ ہیں۔ مجھ پر ہی یہ لوگ غالب آجائیں گے۔ اس پر فرمایا کہ اس سے بے فکر ہوجاؤ۔ حق کا ایک ذرہ بھی تمام ظلمت پر بھاری رہتا ہے۔ مگر یہ میرا حکم نہ تھا اور تم نے مفید اور اچھا فیصلہ کیا۔ جی میرا بھی یہ چاہتا تھا۔

۶...... حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ ماخوذ از کمالات اشرفیہ ص۱۱۱ ج۱۱۔

الف...... حقیقت تقویٰ: فرمایا کہ تقویٰ کا استعمال زیادہ تر اس خوف کے لئے ہوتا ہے جس میں اجتناب عن المعاصی بھی ہو۔ محض خوف اعتقاد کے لئے کم استعمال ہوتا ہے۔ تو یوں کہئے کہ تقویٰ خوف مقرون بالعمل کو کہتے ہیں اور خشیت خوف اعتقادی کو اور اصلی شرف جس سے انسان خدا تعالیٰ کے یہاں مکرم ومعزز ہوتا ہے یہی تقویٰ ہے۔ ب...... انگریزی کو دین سے کوئی تعلق نہیں: فرمایا کہ انگریزی کوئی علم نہیں۔ اس کو دین سے کیا تعلق۔ بلکہ اس کو پڑھ کر تو اکثر دین سے بے تعلق ہوجاتے ہیں۔

۷...... قاری محمد عبداللہ ملتانی مہتمم جامعہ عبداللہ بن مسعود راولپنڈی حضرت قاری رحیم بخشؒ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’میں جب حضرت سے ضبط قرآن سے فارغ ہونے والا تھا تو ایک روز مجھ سے دریافت فرمایا کہ فارغ ہونے کے بعد کیا کرو گے؟۔ میں نے عرض کیا سکول پڑھوں گا۔ حضرت نے فرمایا سکول میں جانے کے بعد آدمی بگڑ جاتا ہے۔ باشرع نہیں رہتا۔ اس لئے سکول نہیں پڑھنا۔ ہم نے طاہر کو، عبداللہ کو، عبیداللہ کو، کوئی سکول پڑھایا ہے؟۔ وہ بھی روٹی کھا رہے ہیں نا؟۔ پھر فرمایا حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں اگر کوئی کہے کہ میں سکول بھی پڑھوں گا اور باشرع بھی رہوں گا تو یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی اپنی انگلی آگ میں ڈالے اور کہے جلے گی نہیں۔ وہ تو جلے گی۔ اسی طرح جو سکول پڑھے گا۔ وہ بگڑے گا۔ پھر حضرت قاریؒ نے فرمایا کہ میرا ایک ساتھی بہت اچھا قرآن پڑھتا تھا۔ مجھے رشک آتا تھا۔ لیکن اس نے سکول کی تعلیم حاصل کی اور اب وہ پروفیسر ہے۔ داڑھی بھی چھوٹی رکھی ہوئی ہے۔ نماز بھی پڑھ لی بھی رہ گئی۔ یہ حال ہے۔ یہ سکول کی تعلیم کی وجہ سے ہوا ہے۔ لہٰذا سکول نہیں پڑھنا۔‘‘

(بحوالہ تذکرۃ المتقین ص۲۷۸،۹)

بندہ کا ایک مباحثہ

جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں جامعہ خیر المدارس میں ایک وفد آیا جس میں کچھ پروفیسر بھی تھے۔ انہوں نے پہلے مدرسہ کے حالات دریافت کئے۔ یعنی اساتذہ کی تعداد، طلبہ کی تعداد، رجسٹر حاضری، تنخواہوں کی ادائیگی اور سندات جو جاری کی جاتی ہیں۔ ان کی اقسام وغیرہ۔ جب بندہ نے انہیں سندوں کی اقسام دکھائیں۔ مثلاً سند الفراغ، سند القراۃ، سند حفظ قرآن، سند تعلیم النساء تو ان میں سے ایک کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ یہ تو یونیورسٹی ہے۔ جب ان کو جامعہ کے نظام کے متعلق تسلی بخش جواب مل گئے تو اب انہوں نے سوالات شروع کئے جن کو مع جوابات تحریر کیا جاتا ہے۔

سوال...... کیا آپ دینی مدرسہ میں علوم عصریہ داخل کرنے کے حق میں ہیں؟۔

جواب...... بندہ نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

سوال...... اس پر انہوں نے سوال کیا کہ آپ کیوں حق میں نہیں؟۔

جواب...... بندہ نے جواب دیا کہ ہمارے مدارس میں جو حفاظت دین کی تحریک ہے۔ اس تعلیم سے وہ متاثر ہوتی ہے۔

سوال...... اس پر انہوں نے سوال کیا۔ وہ کیسے؟۔

جواب...... بندہ نے جواب دیا کہ ہم نے قرآن کا سو فیصدی حافظ دینا ہے۔ قرآن کو محفوظ رکھنے کے لئے اور ایسے ہی حدیث، فقہ اسلامی کو محفوظ رکھنا ہے۔ اب اگر علوم عصریہ داخل کر دئے جائیں تو یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک من بوجھ اٹھانے والے پر دو من بوجھ ڈال دیا جائے تو اس سے برداشت نہ ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مدارس کے نصاب میں کمی کر دی جائے تو حفاظت دین کی تحریک متاثر ہوتی ہے۔ یہ تاریخ جغرافیہ نہیں کہ ۲۵ فیصدی نمبر لے کر ڈگری دیدی جائے۔ یہاں تو سو فیصدی حافظ بنانا ہے۔

سوال…… اس پرانہوں نے سوال کیا۔ پھران کے معاش کا کیا فکر کریں گے؟۔
جواب…… بندہ نے جواب دیا:’’ قلم در کف دشمن است ‘‘قلم دشمن کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی انگریزی خواں کے ہاتھ میں۔ ہمارے مدارس کے تعلیم یافتہ کو ناخواندہ قرار دیتا ہے۔ ہمارے مدارس کا فارغ، تاریخ پڑھا سکتا ہے۔ جغرافیہ پڑھا سکتا ہے۔ اردو پڑھا سکتا ہے۔ فارسی پڑھا سکتا ہے۔ کیا مدارس کا فارغ التحصیل پہلی کا قاعدہ الف آم اور بے بلی بھی نہیں پڑھا سکتا؟۔ ان کو خواندہ قرار دو۔ ان کے معاش کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ ہماری طرف ہزار میں سے ایک آتا ہے اور تمہاری طرف نوسوننانوے ہیں۔ تمہیں ایک فی ہزار کی روٹی کی فکر ہے اور نوسوننانوے کے دین کی کوئی فکر نہیں؟۔ تم ان کے دین کی فکر کرو تو ان کو سکول کالج میں داخل کرو۔ ان کا دین بن جائے اور ان کا معاش حل ہو جائے گا۔ معاش کے مسئلہ پر حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کا ملفوظ۔

۱…… ایک سرکاری وفد آپ کے پاس آیا کہ آپ یہ درخواست دیدیں کہ آپ کے مدرسہ کے فارغ کو مولوی فاضل کا درجہ دیدیا جائے۔ جب یہ درخواست منظور ہو جائے گی تو ملازمت بھی مل جائے گی تو فرمایا اب کوئی دین سمجھ کر پڑھنے آجائے پھر تو یہ بھی نہ ہوگا۔ ایک دوسرا وفد آپ کے پاس آیا کہ جو آپ کے پاس تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان کی معاش کا کیا فکر کرتے ہو؟۔ فرمایا ہم دین فکر معاد کے لئے پڑھاتے ہیں۔ معاش خود حل کرے یا حکومت جو ذمہ دار ہے۔ وہ حل کرے۔

۲…… ایک مقتدر ہستی نے مذاکرہ میں کہا کہ دینی مدارس میں انگریزی داخل کی جائے تو بندہ نے کہا کہ یہ نحوست کیوں داخل کرتی ہے؟۔ انہوں نے کہا شرح تہذیب کی نحوست نہیں؟ تو میں نے عرض کیا کہ شرح تہذیب کی نحوست اکابر نے دور کردی۔ ہم سے انگریزی کی نحوست زائل نہ ہو سکے گی۔

دیوبند میں مدرسہ کی بنیاد خالص حفاظت دین کے لئے رکھی گئی کہ ہمارا قرآن محفوظ رہے اور ہمارا دین محفوظ رہے۔ انگریز کے دور سے پہلے دینی مدارس، علماء دین، دین کی تبلیغ کا فریضہ ادا کر رہے تھے۔ انگریز نے آکر دینی مدارس بند کر دیئے اور علماء کے لئے جو اوقاف کی طرف سے عہدے تھے۔ وہ ضبط کر لئے۔ بنگال، دہلی، سندھ میں کثیر تعداد میں مدارس دینیہ بند کئے گئے اور جو بڑے مدارس تھے۔ ان کا نصاب تبدیل کر دیا۔ اس میں انگریزی اور دوسرے علوم عصریہ داخل کر دیئے۔ تاکہ مسلمانوں کا دین محفوظ نہ رہے۔ انگریز نے مسلمانوں سے حکومت لی تھی اور مسلمانوں نے مزاحمت بھی کی تھی۔ اس لئے اس نے مسلمانوں کے دین کو ختم کرنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کیے۔

نمبر۱…… جو اوپر مذکور ہوا۔
نمبر۲…… ملک سے قرآن پاک کے نسخے خرید کر ضائع کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جس کو علماء نے حفظ قرآن مجید کے ذریعہ ناکام کیا۔
نمبر۳…… عیسائی مبلغ بھیجے کہ لوگ عیسائی مذہب قبول کرلیں۔ علماء نے اس کے خلاف مناظرے کر کے ان کو ناکام کیا۔
نمبر۴…… عیسائی مشن سکول، مشن ہسپتال قائم کئے جس میں عیسائیت کی تبلیغ کی جائے۔

نمبر۵...... اکثر اس ملک میں دینی تعلیم فقہ حنفی میں تھی اور فقہ حنفی پڑھائی جاتی تھی۔ اس کے روکنے کے لئے غیر مقلد فقہ حنفی پر اعتراض کرنے کا فرقہ قائم کیا جس کو علماء نے تحریر اور تقریر کے ذریعہ دفع کیا۔

نمبر۶...... اس ملک کے لوگ چونکہ حضور a پر ایمان رکھتے اور والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ اس لئے ایک جعلی نبی غلام احمد قادیانی کھڑا کیا اور حکومتی سطح پر اس کو اونچا کرنے کی کوشش کی۔ تاکہ نئے نبی کو مان کر مسلمان مزاحمت ترک کردیں۔ علمائے دیوبند نے ان کا پیچھا کیا اور حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت بنایا اور پانچ سو علماء کی بیعت کرائی۔ الحاصل علماء دیوبند نے ہر محاذ پر انگریز کی سازشوں کو ناکام بنایا۔ تاکہ اس ملک میں دین محفوظ رہے اور ملک میں کئی اس کی شاخیں قائم ہوئی۔

جامعہ خیرالمدارس پاکستان بننے سے پہلے مدرسہ کے طالب علموں کے لئے گھروں سے طالب علم باری باری روٹی مانگ کرلاتے تھے۔ میں خود چار سال دوران تعلیم روٹی مانگ کرلاتا تھا۔ جالندھر کے مضافات میں رائے پور میں مدرسہ میں طالب علم دیہاتوں سے روٹیاں مانگ کرلاتے تھے۔ الحاصل دیوبند کے مدرسہ کی بنیاد حفاظت دین کے لئے تھی۔ تمام تحریکات جو دین کے خلاف تھیں۔ ان کا مقابلہ کیا۔ اس لئے دیوبند والوں پر طعن دینا کہ انہوں نے علوم عصریہ سے ان بچوں کو دور رکھا۔ یہ بے جا طعن ہے۔ خلاف دین تحریکات کا جواب دینا اور مدرسہ قائم رکھنا۔ معمولی مشقت نہیں ہے۔ جامعہ خیرالمدارس کی بنیاد کے وقت طالب علم تین دن بھوکے رہے۔ پھر کسی نے زکوۃ کا سو روپیہ دیا تو روٹی طالب علموں کو دی گئی اور اساتذہ کے لئے کوئی تنخواہ نہ تھی۔ تین ماہ فقر وفاقہ میں گزار کر مدرسہ کو قائم کیا۔ (جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے۔) دیوبند کی ابتداء بہت فقر وفاقہ پر تھی۔ ہمارے مفتی محمد عبداللہ ڈیروی فرماتے ہیں کہ میں تین ماہ لڑکوں کے بچے ہوئے ٹکڑے اور سبزمنڈی سے پتے کھا کر گزارا کرتا رہا۔ ان حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ دیوبند کی تحریک حفاظت دین کے لئے تھی۔ جب ہم پڑھتے تھے لوگ سوال کرتے تھے کہ پڑھ کر کیا کرو گے؟۔ کس لئے پڑھتے ہو؟۔ ہمارا جواب اساتذہ کا سکھلایا ہوا تھا کہ ہم دین کی حفاظت کے لئے پڑھتے ہیں۔ ایک وقت آجائے گا کہ دین کو نافذ کرنے والے بھی آجائیں گے۔

علوم عصریہ کی اہمیت کا احساس

یہ بات نہیں کہ دیوبند والوں کو احساس نہ تھا کہ لوگوں کو علوم عصریہ پڑھا کر میدان میں بھیجا جائے۔ درس نظامی میں جن علوم کی کمی ہے۔ اس کو پورا کر کے داخل نصاب کیا جائے۔ چنانچہ حضرت نانوتویؒ نے دیوبند کا نصاب مختصر رکھا جس سے بچہ دین دار ہوجائے اور پھر سکول میں پڑھے۔ لیکن عمر کی قید لگا کر اس کو ناکام کیا۔ سوانح قاسمی میں ہے کہ اب ظالموں نے عمر قید لگا کر ہمارے بچوں کو دور رکھا۔ حضرت سلیمان ندویؒ مخلوط نصاب کے قائل تھے۔

حضرت تھانویؒ سرپرست تھے۔ ان کے پاس وفد آیا تو حضرت نے فرمایا کہ ایک ایسا ادارہ کھولو جس میں ہمارے فضلاء علوم عصریہ حاصل کرسکیں۔ حضرت مدنیؒ نے بھی نصاب تجویز کیا تھا۔ حضرت شاہ انور شاہؒ بھی فرماتے کہ فلسفہ جدید کے ذریعہ جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے رد میں مدارس میں کوئی کتاب نصاب میں شامل ہونی چاہیے۔ لیکن ان تمام مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے بے سروسامانی رکاوٹ تھی۔ لیکن یہ حضرات نصاب مخلوط کرنے

کے حق میں نہ تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ اٹھائیس سال دارالعلوم دیوبند میں صدر مدرس رہے۔ حضرت مولانا شاہ انور شاہؒ تیرہ سال دارالعلوم دیوبند میں صدر مدرس رہے اور حضرت مدنیؒ تیس سال دارالعلوم دیوبند میں صدر مدرس رہے۔ لیکن نصاب نہیں بدلا۔ کیونکہ دین کو دنیا میں خلط کرنے سے دنیا غالب آجاتی ہے۔

ندوۃ العلماء کی بنیاد، جامعہ ملیہ کی بنیاد، جامعہ عباسیہ کی بنیاد، جامعہ ربانیہ ملتان کی بنیاد مخلوط تعلیم کے لئے تھی۔ یہ جامعات اسی لئے ناکام ہوئے۔ جامعہ عباسیہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ وہاں پر مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا عبدالخالقؒ، علامہ غلام محمد گھوٹویؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، سعید احمد کاظمی" جیسی شخصیات مدرس ہوئیں۔ آخر دنیا غالب آگئی۔ اس لئے دینی مدارس کے نصاب میں عصری تعلیم داخل کرنے سے دینی مدارس نہ رہیں گے۔ آخرکار دنیاوی مدارس بن جائیں گے۔ جیسا کہ مثالیں مذکور ہوئی۔ اب حالات پلٹا کھا چکے ہیں۔ مدارس اب ریاستوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ وسائل کی فراوانی ہے۔ مہتمم حضرات کار، ہوائی جہاز پر سفر کرتے ہیں۔ مطلوبہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اس ناکارہ کے ذہن میں کچھ تجاویز ہیں جو میں عرض کرتا ہوں:

۱...... درس نظامی میں علوم عصریہ نہ داخل کئے جائیں۔ البتہ علم عقائد جدید مسائل پر ایک کتاب لکھ کر نصاب میں اضافہ کر دیا جائے۔ اس کے لئے جید علماء کی خدمات لی جائیں۔

۲...... مدارس عصریہ دینیہ الگ سے قائم کئے جائیں جن کا نصاب سرکاری نصاب پر مشتمل ہو اور ساتھ اتنا دین شامل کیا جائے جس سے طالب علم قرآن کا ترجمہ سیکھ لے اور ضروری مسائل کا علم حاصل کرلے۔ ایک حدیث کی کتاب پڑھادی جائے اور تقابل ادیان سے باطل فرقوں کی رد کے قابل بنایا جائے۔

۳...... بڑے جامعات اس نصاب کو پڑھانے کے لئے دیندار صحیح عقیدہ والے اساتذہ مقرر کر کے مستقل شعبہ کھولیں۔

۴...... تعلیم کا معیار ایسا ہو کہ ہمارے علوم عصریہ کے پڑھے ہوئے سرکاری امتحان پاس کرسکیں۔

۵...... وفاق المدارس ان مدارس عصریہ کی شاخیں قائم کرے۔ یعنی اپنی شاخوں کو پابند کرے کہ تم پانچویں تک پڑھاؤ۔ کچھ کو پابند کریں آٹھویں تک پڑھاؤ۔ کچھ کو پابند کریں تم دسویں تک پڑھاؤ۔ کچھ کو پابند کریں بارھویں تک پڑھاؤ۔ محدود کریں کہ تو فلاں سے پڑھ اور تو فلاں اوپر والے میں جائیں۔ جیسا کہ رائے ونڈ والے شاخیں قائم کرتے ہیں۔ یہ کافیہ تک، یہ ہدایہ تک، یہ مشکوٰۃ شریف تک۔ آخر میں دورہ حدیث سب مرکز میں کرتے ہیں۔ اس سے شاخوں اور مرکز کا رابطہ ہوتا ہے۔

۶...... علوم عصریہ دینیہ میں بھی بعض جامعات کے لئے تخصص کے درجات قائم کئے جائیں۔ جہاں پر چھوٹے جامعات سے بچے پڑھ کر آئیں۔ پھر ان کو جس فن سے مناسبت ہو۔ ان کا ماہر بنا کر میدان عمل میں بھیجا جائے۔ وکالت۔ عدالت۔ تعلیم۔ اقتصادیات۔ معاشیات۔ معقولات میں فائز قرار دیا جائے۔ اسی طرح تقابل ادیان کا خصوصی شعبہ قائم کیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ دینی مدارس کو علوم عصریہ سے خلط کر کے تباہ نہ کیا جائے۔ بلکہ علوم عصریہ والوں کو دین میں

داخل کر کے انہیں دیندار بنانے کی کوشش کی جائے۔ آج کل وہ دینی مدارس جن کے پاس وافر بجٹ ہے۔ وہ پہل کریں۔ بندہ نے جامعہ خیر المدارس کے مہتمم جو کہ وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ بھی ہیں۔ ان کو یہی مشورہ دیا تھا کہ اس کے لئے مستقل ادارے کھولے جائیں۔ چنانچہ ادارہ خیر المعارف ملتان اور جامعۃ الخیر لاہور کی بنیاد انہی اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ آگے ترقی دینا اصحاب علم وفضل اور اہل ثروت لوگوں کا کام ہے۔

الحاصل...... دینی اداروں کو عصری نہ بنایا جائے۔ بلکہ عصری مدارس کو دین کی تعلیم مہیا کی جائے جو ادارے اخلاص ومحنت کے ساتھ درس نظامی پر محنت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو دینی تعلیمات کے لئے ہی خاص رکھا جائے اور جو ادارے اور لوگ روشن خیال ہیں اور وہ درس نظامی کی اہمیت اور افادیت کے قائل نہیں۔ ان کو الگ دینی تعلیم دی جائے۔ ممکن ہے میری گذارشات کو پذیرائی دے کر کوئی انقلابی قدم اٹھایا جائے۔

درس نظامی کی افادیت وجامعیت

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ درس نظامی پڑھنے والوں نے ہر محاذ پر فرق باطلہ کا رد کیا ہے۔ ان فرقوں کے نظریات اکثر معتزلہ۔ خوارج کے نظریات کے عکاس تھے۔ اسلام میں قدیم فرقے معتزلہ۔ خوارج۔ مرجئہ۔ کرامیہ۔ روافض کے دلائل کا رد اسی نصاب کی مدد سے کیا۔ عیسائیت کا فتنہ بھی اسی درس نظامی کے پڑھنے والوں نے فرو کیا۔ اس کی افادیت کا ظہور استاد اور شاگرد کے رابطہ سے ہوتا ہے۔ محنت سے پڑھانا پھر سننا اور زیر درس طلبہ کی تربیت کا انتظام کرنا۔ یہ نصاب عقائد۔ احکام۔ معاملات۔ معاشرت۔ اخلاق سکھانے میں بے نظیر ہے۔

اس کی افادیت اس سے پہچانی جاسکتی ہے کہ جہاں جہاں انگریز نے قدم رکھا اور لوگوں نے انگریزی طرز معاشرت کو قبول کیا۔ لوگوں کو صحیح دین مطابق اہل سنت والجماعت بتلانے والا کوئی نہیں۔ لیکن اس ملک میں درس نظامی کی برکت سے صحیح دین دار لوگ پیدا ہوئے۔ اس دین داری کے علاوہ ان کی علمی استعداد بھی کافی وافی ظاہر ہوئی۔ درس نظامی کے حامل طلبہ اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانیں بلاتکلف سیکھ سکتے ہیں۔ اس کے لئے تخصصات کی ضرورت بھی نہیں۔ صرف دوران تعلیم اساتذہ اور طلبہ کا ربط ہونا کافی ہے۔ اساتذہ سکھانے کی نیت سے محنت کریں اور طلبہ سیکھنے کی نیت سے محنت کریں تو باسانی یہ زبانیں آسکتی ہیں۔ اب المیہ یہ ہے کہ محنتی اساتذہ اور طلبہ تو ملتے نہیں اور اگر ہیں تو صرف پڑھانے تک محصور ہو کر رہ جاتے ہیں۔ نصاب میں عربی اور فارسی ادب اتنا ہے کہ اگر استاد اور شاگرد محنت کریں تو باآسانی عبور ہوسکتا ہے۔ معلم الانشاء، الطریقۃ العصریۃ، روضۃ الادب وغیرہ کتب کو محنت سے پڑھایا جائے تو کافی شعور آسکتا ہے۔ بندہ کو مقامات حریری کے استاد نے پڑھائی کے دوران ہی عربی مضمون کی مشق کرائی۔

ایک مرتبہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے تقریر کے دوران فرمایا کہ ایک قانون ساز ادارے میں مجھے رکن بنادیا گیا۔ اس میں دو لوگ اور بھی شامل تھے۔ میں قانون کی عبارت میں جب کانٹ چھانٹ کرتا تو دونوں حیران رہ جاتے اور پوچھتے کہ یہ آپ نے کہاں سے سیکھا ہے۔ اس فن کے تو پورے پاکستان میں ہم دو ہی لوگ ہیں تو مولانا نے فرمایا کہ میں نے کہا میں نے یہ شرح جامی اور نورالانوار کی پڑھائی سے سیکھا ہے جس سے تعریف کو جامع مانع ثابت کیا جاتا ہے۔

درس نظامی کی افادیت کے متعلق حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کا ایک ملفوظ بھی جس کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب تحریر فرماتے ہیں کہ: جہاں تک نصاب کا تعلق ہے تو وہ درس نظامی سے بہتر دوسرا نہیں ہے۔ سو برس سے اس کا تجربہ کیا جارہا ہے اور اسی سے اس سو سال میں بڑے بڑے معیاری اور مثالی علماء وفضلاء تیار ہوکر قوم کے لئے فائدہ رساں ثابت ہوچکے ہیں۔ کسی ملک اور خطہ کی خاص ضروریات یا وقت کے تقاضوں سے اگر جزوی ترمیم ہو تو مضائقہ نہیں۔ لیکن مجموعی طور پر اس کی تبدیلی مفید نہ ہوگی۔ یہ جزوی ترمیمات مختلف مدارس کے مختلف نصابوں کو سامنے رکھ کر بآسانی کی جاسکتی ہیں۔ پھر بھی نصاب کی عمدگی کافی نہیں ہے۔ جب تک کہ مربی اساتذہ صحیح نہ ہوں۔ اس لئے نصاب سے زیادہ انتخاب استاذ پر ہمت صرف کئے جانے کی ضرورت ہے۔ نصاب اور استاذ صحیح ہوجانے پر بقیہ نظامہائے عمل خود بخود اپنی اپنی جگہ درست ہوسکتے ہیں۔

نشتر کالونی کاہنہ میں مولانا شجاع آبادی کا خطاب

نشتر کالونی کاہنہ نیا اور پرانا میں قادیانیوں کی سرگرمیاں سامنے آئیں تو جامعہ عثمانیہ میں آئمہ وخطباء کے لئے ۱۴ر جولائی کو تربیتی ورکشاپ کا انتظام کیا گیا۔ جس میں علاقہ کے تقریباً ایک سو سے زائد علماء کرام، آئمہ وخطباء نے شرکت کی۔ ورکشاپ کی صدارت عالم باعمل مولانا مفتی محمد حسین مدظلہ امیر مجلس لاہور نے کی اور اختتامی گفتگو اور کلمات ارشاد فرمائے۔ جبکہ مولانا شجاع آبادی نے اپنے تفصیلی بیان میں قادیانیت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کیا۔

جامعہ خالد بن ولید میں مولانا شجاع آبادی کا خطاب

جامعہ خالد بن ولید ٹینکی کالونی وہاڑی میں تقابل ادیان کورس رکھا گیا۔ جس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ختم نبوت دین اسلام کا اساسی عقیدہ، کذاب مرزا ودیگر اہم عنوانات پر ۵ر جولائی کو خطاب کیا۔ بعد ازاں سوال وجواب کی نشست سے بھی خطاب کیا اور سامعین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

بھالیہ میں خطابات

مدنی مسجد بھالیہ میں ۱۳ر جولائی کا خطبہ جمعہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے دیا۔ جس کا انتظام مفتی منیر احمد نے کیا تھا۔ ۱۴ر جولائی کو مفتی صفدر حسین کی دعوت پر شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تشریف لائے۔ جہاں بنات اور خواتین سے خطاب کیا۔

شادی پورہ میں ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۳، ۱۴، ۱۵ر جولائی کو جامع مسجد بسم اللہ شادی پورہ میں ردقادیانیت کورس کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۳ر جولائی شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ ۱۴ر جولائی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اوصاف وکمالات نبوت پر خطاب کیا۔ ۱۵ر جولائی مولانا مفتی محمد اعجاز نے خطاب فرمایا۔ انتظامات مولانا خالد محمود، مولانا عبدالمتین، قاری ظہور الحق، مولانا محمد سعید نے کئے۔

قادیانیت نے اسلام کو کیا دیا!

صرف ذہنی انتشار اور غیر ضروری مذہبی کشمکش!

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ!

ہم کو ایک عملی اور حقیقت پسند انسان کے نقطہ نظر سے تحریک قادیانیت کا تاریخی جائزہ لینا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نے اسلام کی تاریخ اصلاح وتجدید میں کونسا کارنامہ انجام دیا اور عالم اسلام کی جدید نسل کو کیا عطا کیا؟۔ سوا صدی کی اس پرشور اور ہنگامہ خیز مدت کا حاصل کیا ہے؟۔ تحریک کے بانی نے اسلامی مسائل اور متنازع فیہ امور پر جو ایک وسیع وہیب کتب خانہ (مرزا قادیانی کی تصنیف کی تعداد ۸۴ سے کم نہیں ہے۔ ان میں اکثر نہایت ضخیم اور کئی کئی جلدوں کی کتابیں ہیں) یادگار چھوڑا ہے اور جو تقریباً سوا سو برس سے موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ اس کا خلاصہ اور ماحصل کیا ہے؟۔ قادیانیت عصر جدید کے لئے کیا پیغام رکھتی ہے؟۔ ان سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے پہلے تو ہم کو اس عالم اسلامی پر ایک نظر ڈالنی چاہئے۔ جس میں اس تحریک کا ظہور ہوا اور یہ دیکھنا چاہئے کہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں اس کی کیا حالت تھی اور اس کے کیا حقیقی مسائل ومشکلات تھے؟۔

اس عہد کا سب سے بڑا واقعہ جس کو کوئی مؤرخ اور کوئی مصلح نظر انداز نہیں کرسکتا۔ یہ تھا کہ اسی زمانہ میں یورپ نے عالم اسلام پر بالعموم اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی تھی۔ اس کے جلو میں جو نظام تعلیم تھا۔ وہ خدا پرستی اور خداشناسی کی روح سے عاری تھا۔ جو تہذیب تھی وہ الحاد اور نفس پرستی پر معمور تھی۔ عالم اسلام، ایمان، علم اور مادی طاقت میں کمزور ہوجانے کی وجہ سے اس نوخیز ومسلح مغربی طاقت کا آسانی سے شکار ہوگیا۔ اس وقت مذہب میں (جس کی نمائندگی کے لئے صرف اسلام ہی میدان میں تھا) اور یورپ کی ملحدانہ اور مادہ پرست تہذیب میں تصادم ہوا۔ اس تصادم نے ایسے نئے سیاسی، تمدنی، علمی اور اجتماعی مسائل پیدا کردیئے جن کو صرف طاقتور ایمان، راسخ وغیر متزلزل عقیدہ ویقین، وسیع اور عمیق علم، غیر مشکوک اعتماد واستقامت ہی سے حل کیا جاسکتا تھا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک طاقتور علمی، روحانی شخصیت کی ضرورت تھی جو عالم اسلام میں روح جہاد اور مسلمانوں میں اتحاد کے ابدی پیغام اور عصر حاضر کی بے چین روح کے لئے مصالحت ورفاقت پیدا کرسکے اور شوخ وپرجوش مغرب سے آنکھیں ملا سکے۔

دوسری طرف عالم اسلام مختلف دینی واخلاقی بیماریوں کا شکار تھا۔ اس کے چہرے کا سب سے بڑا داغ وہ شرک جلی تھا جو اس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تعزیے بے محابا پج رہے تھے۔ غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورت حال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کررہی تھی جو اسلامی معاشرہ کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اس کا تعاقب کرے۔ جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید وسنت کی دعوت دے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ: ’’الا للہ الدین الخالص‘‘ کا نعرہ بلند کرے۔

اسی کے ساتھ بیرونی حکومت اور مادہ پرست تہذیب کے اثر سے مسلمانوں میں ایک خطرناک اجتماعی انتشار اور افسوس ناک اخلاقی زوال رونما تھا۔ اخلاقی انحطاط فسق وفجور کی حد تک تعیش واسراف نفس پرستی کی حد تک حکومت واہل حکومت سے مرعوبیت، ذہنی غلامی اور ذلت کی حد تک مغربی تہذیب کی نقالی اور حکمران قوم (انگریز) کی تقلید کفر کی حد تک پہنچ رہی تھی۔ اس وقت ایک ایسے مصلح کی ضرورت تھی جو اس اخلاقی و ذہنی انحطاط کی بڑھتی ہوئی روکو روکے اور اس خطرناک رجحان کا مقابلہ کرے جو محکومیت وغلامی کے اس دور میں پیدا ہوگیا تھا۔

تعلیمی وعلمی حیثیت سے حالت یہ تھی کہ عوام اور محنت کش طبقہ دین کے مبادی اولیات سے ناواقف اور دین کے فرائض سے بھی غافل تھا۔ جدید تعلیم یافتہ شریعت اسلامی، تاریخ اسلام اور اپنے ماضی سے بے خبر اور اسلام کے مستقبل سے مایوس تھا۔ اسلامی علوم روبہ زوال اور پرانے تعلیمی مرکز عالم نزع میں تھے۔ اس وقت ایک طاقتور تعلیمی تحریک اور دعوت کی ضرورت تھی۔ نئے مکاتب ومدارس کے قیام، نئی اور مؤثر اسلامی تصنیفات اور نئے سلسلہ نشر واشاعت کی ضرورت تھی جو امت کے مختلف طبقوں میں مذہبی واقفیت، دینی شعور اور ذہنی اطمینان پیدا کرے۔

اس سب کے علاوہ اس سب سے بڑھ کر عالم اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام کے طریق دعوت کے مطابق اس امت کو ایمان اور عمل صالح اور اس صحیح اسلامی زندگی اور سیرت کی دعوت دی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت، دشمنوں پر غلبہ اور دین ودنیا میں فلاح وسعادت اور سربلندی کا وعدہ فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام کی ضرورت دین جدید نہیں ایمان جدید ہے۔ کسی دور میں بھی اس کو نئے دین اور نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں تھی۔ دین کے ان ابدی حقائق، عقائد اور تعلیمات پر نئے ایمان اور نئے جوش کی ضرورت تھی۔ جس سے زمانہ کے لئے فتنوں اور زندگی کی نئی ترغیبات کا مقابلہ کیا جاسکے۔

زندگی کے ان شعبوں اور ضرورتوں کے لئے جن کا اوپر تذکرہ ہوا۔ عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں مختلف شخصیتیں اور جماعتیں سامنے آئیں۔ جنہوں نے بغیر کسی دعوے اور بغیر امت سازی کی کوشش کے وقت کی ان ضرورتوں اور مطالبوں کو پورا کیا اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کو متاثر کیا۔ انہوں نے کسی نئے مذہب اور کسی نئی نبوت کا علم بلند کیا اور نہ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کو متاثر کیا۔ انہوں نے اپنی صلاحیتوں اور عملی قوتوں کو کسی بے نتیجہ کام میں ضائع نہیں کیا۔ ان کا نفع ہر ضرر سے خالی، ان کی دعوت ہر خطرہ سے پاک اور ان کا کام ہر شبہ سے بالاتر ہے۔ عالم اسلام نے اپنا کچھ کھوئے بغیر ان سے نفع حاصل کیا اور مسلمان ان کی مخلصانہ خدمات کے ہمیشہ مشکور رہیں گے۔

ایک ایسے نازک وقت میں عالم اسلام کے نازک ترین مقام ہندوستان میں جو ذہنی وسیاسی کشمکش کا خاص میدان بنا ہوا تھا۔ مرزاغلام احمد قادیانی اپنی دعوت اور تحریک کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ وہ عالم اسلام کے حقیقی مسائل ومشکلات اور وقت کے اصلاحی تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی تمام ذہنی صلاحیتیں، علم وقلم کی طاقت ایک ہی موضوع اور مسئلہ پر مرکوز کردیتے ہیں۔ وہ مسئلہ کیا ہے؟...... ’’وفات مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ‘‘...... اس مسئلہ سے جو کچھ وقت بچتا ہے۔ وہ حرمت جہاد اور حکومت وقت کی وفاداری اور اخلاص کی دعوت کی نذر ہو جاتا ہے۔ ربع صدی کی تصنیفی وعلمی زندگی اور جدوجہد کا موضوع اور ان کی دلچسپیوں کا مرکز یہ مسئلہ اور اس کے سلسلہ میں مخالفین

سے نبرد آزمائی اور معرکہ آرائی ہے۔ اگر ان کی تصنیفات سے ان مضامین کو نکال دیا جائے جو حیات مسیح ونزول مسیح اور ان کے دعاوی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل ومباحث سے متعلق ہیں۔ تو ان کے تصنیفی کارنامہ کی ساری اہمیت اور وسعت ختم ہو جائے گی۔

پھر یہ بھی دیکھئے کہ اس عالم اسلام میں جو پہلے سے مذہبی اختلافات اور دینی نزاعات کا شکار تھا اور جس میں اب کسی نئے نزاع کے برداشت کرنے کی طاقت نہ تھی۔ وہ نبوت کا علم بلند کرتے ہیں اور جو اس پر ایمان نہ لائے۔ اس کی تکفیر کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے اور مسلمانوں کے درمیان ایک آہنی ناقابل عبور دیوار کھڑی کر دیتے ہیں۔ جس کے ایک جانب ان کے متبعین کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو چند ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ دوسری طرف پورا عالم اسلام ہے جو مراکش سے چین تک پھیلا ہوا ہے اور جس میں عظیم ترین افراد، صالح ترین جماعتیں اور مفید ترین ادارے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے عالم اسلام میں بلا ضرورت ایک ایسا انتشار اور ایک ایسی نئی تقسیم پیدا کر دی جس نے مسلمانوں کی مشکلات میں ایک نیا اضافہ اور عصر حاضر کے مسائل میں نئی پیچیدگی پیدا کر دی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے درحقیقت اسلام کے علمی ودینی ذخیرہ میں کوئی ایسا اضافہ نہیں کیا جس کے لئے اصلاح وتجدید کی تاریخ ان کی معترف اور مسلمانوں کی نسل جدید ان کی شکر گزار ہو۔ انہوں نے نہ تو کوئی عمومی خدمت انجام دی جس کا نفع دنیا کے سارے مسلمانوں کو پہنچے نہ وقت کے جدید مسائل میں سے کسی مسئلہ کو حل کیا۔ نہ ان کی تحریک موجودہ انسانی تہذیب کے لئے جو سخت مشکلات اور موت وحیات کی کشمکش سے دوچار ہے۔ کوئی پیغام رکھتی ہے۔ نہ اس نے یورپ وہندوستان کے اندر اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کوئی قابل ذکر کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس کی جدوجہد کا تمام تر میدان مسلمانوں کے اندر ہے اور اس کا نتیجہ صرف ذہنی انتشار اور غیر ضروری مذہبی کشمکش ہے جو اس نے اسلامی معاشرے میں پیدا کر دی ہے۔ وہ اگر کسی چیز میں کامیاب کہے جاسکتے ہیں تو صرف اس میں کہ انہوں نے اپنے خاندان اور ورثاء کے لئے سر آغا خان کے اسلام کی طرح پیشوائی کی۔ ایک مسند اور ایک دینی ریاست پیدا کر دی ہے جس کے اندر ان کو روحانی سیادت اور مادی عیش وعشرت حاصل ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں وہ ذہنی انتشار نہ ہوتا جس کا پنجاب خاص میدان تھا۔ انگریزی حکومت کے اثر سے اسلامی معاشرہ میں اسلام کی بنیادیں متزلزل اور اسلامی ذہن ماؤف نہ ہو چکا ہوتا۔ اگر مسلمانوں کی نئی نسل دینی تعلیمات اور اسلام کی اصلاحی وتجدیدی شخصیتوں اور نیابت انبیاء اور عظمت انسانی کی حقیقی صفات سے اتنی بے خبر نہ ہوتی اور آخر میں حکومت وقت کی پشت پناہی اور سرپرستی نہ ہوتی تو یہ تحریک جس کی بنیاد زیادہ تر الہامات، خوابوں، تاویلات اور بے کیف وبے مغز، نکتہ آفرینیوں پر ہے اور جو عصر جدید کے لئے کوئی نیا اخلاقی وروحانی پیغام اور مسائل حاضرہ کو حل کرنے کے لئے کوئی مجتہدانہ مقام نہیں رکھتی۔ کبھی بھی اتنی مدت باقی نہیں رہ سکتی تھی جیسی کہ اس بر سر انحطاط سوسائٹی اور اس پراگندہ دماغ پراگندہ دل نسل میں رہ سکی۔ اسلام کی صحیح تعلیمات اور دعوت سے انحراف اور ان مخلصین ومجاہدین کی (جو ماضی قریب میں اس ملک میں پیدا ہوئے اور اسلام کے عروج اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اپنا سب کچھ مٹا کر چلے گئے) ناقدری کی سزا خدا نے یہ دی کہ ہندوستانی مسلمانوں پر ایک ذہنی طاعون

کو مسلط کر دیا اور ایک شخص کو ان کے درمیان کھڑا کر دیا جو امت میں فساد کا مستقل بیج ہو گیا ہے۔

دو سال ہوئے دمشق یونیورسٹی کے طلبہ و اساتذہ کے سامنے اسلام کی تاریخ اصلاح و تجدید کے موضوع پر ایک سلسلہ تقریر کے دوران میں راقم سطور نے تحریک باطنیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا:

''حضرات! میں جب باطنیت، اخوان الصفا اور ایران کی بہائی اور ہندوستان کی قادیانی تحریک کی تاریخ پڑھتا ہوں تو مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ان تحریکوں کے بانیوں نے اسلام اور بعثت محمدی کی تاریخ پڑھی تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص تن تنہا جزیرۃ العرب میں ایک دعوت لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں نہ مال ہے، نہ اسلحہ۔ وہ ایک عقیدہ اور ایک دین کی دعوت دیتا ہے اور کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ ایک نئی امت، ایک نئی حکومت، ایک نئی تہذیب وجود میں آجاتی ہے۔ وہ تاریخ کا رخ تبدیل کر دیتا ہے اور واقعات کا دھارا بدل دیتا ہے۔ ان کی بلند حوصلہ طبیعتوں نے ان سے کہا کہ اس کا نیا تجربہ کیوں نہ کیا جائے۔

انہوں نے دیکھا کہ وہ ذہانت، دماغی صلاحیت، تنظیمی لیاقت بھی رکھتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ پھر کیوں نہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی اور کس طرح انہیں واقعات کا ظہور نہ ہوگا جو طبعی اسباب اور عمل کے ماتحت گزشتہ دور میں ہو چکے ہیں۔ ان کو امید تھی کہ پھر اسی معجزہ کا ظہور ہوگا جس کا تاریخ نے چھٹی صدی مسیحی میں مشاہدہ کیا۔ اس لئے کہ فطرت انسانی ناقابل تبدیل ہے اور لوگوں میں ہمیشہ سے ہر دعوت قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔

ان بلند حوصلہ انسانوں نے اس تنہا ہستی کو تو دیکھا جو بغیر کسی فوجی طاقت وحمایت کے ایک دینی دعوت لے کر کھڑی ہوئی۔ لیکن اس کے پیچھے اس ربانی حمایت اور ارادہ الٰہی کو نہیں دیکھا جو اس کی کامیابی، غلبہ اور قیامت تک باقی رہنے کا فیصلہ کر چکا تھا اور جس نے اعلان کر دیا تھا: ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون (الصف)'' ﴿وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول اور سچے دین کے ساتھ تاکہ ان سب دینوں پر غالب کرے۔ خواہ شرک کرنے والے کتنا ہی برا مانیں۔﴾

نتیجہ یہ ہوا کہ وقتی طور پر ان کی کوششیں کامیاب اور بارآور ہوئیں اور انہوں نے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں اپنے ساتھی اور پیرو پیدا کر لئے۔ ان میں سے بعض نے (باطنیہ نے) عظیم الشان سلطنت (فاطمیہ) بھی قائم کر لی اور یہ سلطنت عرصہ تک پھلی پھولی اور ایک زمانہ میں اس نے سوڈان سے مراکش تک قبضہ کر لیا۔ لیکن جب تک ان کی تنظیم ان کے مخفی انتظامات اور ان کی شعبدہ بازیاں باقی رہیں۔ یہ عروج بھی باقی رہا۔ لیکن پھر وقت آیا کہ یہ سب عروج واقتدار اور یہ سب ترقی واقبال ایک افسانہ بن کر رہ گیا۔ ان کے مذاہب ایک مختصر دائرہ میں محدود ہو کر رہ گئے جن کا زندگی پر کوئی اثر اور دنیا میں کوئی مقام نہیں۔

اس کے بالمقابل اسلام جس کو رسول اللہ a لے کر آئے۔ وہ آج بھی دنیا کی عظیم ترین روحانی طاقت ہے اور آج اس کے ساتھ ایک عظیم الشان امت ہے۔ آج بھی وہ ایک تہذیب رکھتا ہے اور بہت سی سلطنتوں اور قوموں کا مذہب ہے۔ نبوت محمدی کا آفتاب آج بھی بلند اور روشن ہے اور تاریخ کے کسی دور میں بھی وہ گہن میں نہیں آیا۔ (بشکریہ الحق اکوڑہ خٹک ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ)

احتساب قادیانیت جلد۴۴ کا مقدمہ!

مولانا اللہ وسایا!

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علٰے سید الرسل وخاتم الانبیاء۰ اما بعد!

قارئین کرام! لیجئے اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر چوالیس (۴۴) پیش خدمت ہے:

⁕...... حضرت مولانا سید محمد ہاشمؒ فاضل شمسی حیدرآباد (ولادت ۲؍اگست ۱۹۰۸ء، بہار، وفات ۱۵؍اگست ۱۹۸۸ء، حیدرآباد) کے نامور عالم دین تھے۔ آپ نے ۱۹۷۵ء میں ایک کتاب اپنے عزیزوں کی خواہش پر تحریر کی۔ قرآنی آیات اور احادیث نبویہؐ سے ختم نبوت کے مسئلہ پر دلائل جمع کئے۔ آپ نے اس کا نام تجویز کیا۔

۱...... عالمگیر نبوت: اس کتاب پر حصہ اوّل درج ہے۔ دوسرا حصہ تالیف ہوا یا نہ، شائع ہوا اور ہمیں نہ مل سکا یا کہ سرے سے شائع ہی نہیں ہوا۔ اس پر کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم حصہ اوّل میں بھی بہت اچھا مواد جمع کیا ہے۔ زیادہ تر مواد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کتاب ختم نبوت کامل سے لیا گیا ہے۔ اس کتاب کو حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحبؒ کے سسر جناب ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری قادریؒ کے ادارہ ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک سنٹر کراچی نے شائع کیا۔ اس جلد میں اسے شامل کیا گیا ہے۔

⁕...... جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ (وفات ۱۴؍اپریل ۲۰۱۰ء) انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے بانی نے ۱۹۸۴ء میں ایک مقالہ تحریر فرمایا۔ ہوا یہ کہ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے بعد ساہیوال میں قادیانیوں کے ہاتھوں، حافظ بشیر احمدؒ اور طالب علم رہنما محمد رفیقؒ صاحب کی شہادت نے ماحول میں سخت کشیدگی کے حالات پیدا کر دیئے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ناکام بنانے کے لئے قادیانیوں نے جدوجہد شروع کی۔ ادھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس آرڈیننس کو مؤثر بنانے اور عمل درآمد کے لئے بھرپور منظم جدوجہد کا آغاز کیا۔ لٹریچر کی تیاری، لاکھوں بندگان خدا تک پہنچانے کے لئے اس کی تقسیم عام کا فائدہ ہوا۔ رائے عامہ بیدار ہوئی۔ قادیانیوں کو ہمیشہ کی طرح اب بھی پسپائی اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حنیف رامے نے قادیانیوں کی حمایت میں اخبار جنگ میں ایک مضمون لکھا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور فقیر راقم کا جواب ایک ساتھ دونوں مضامین اخبار جنگ میں شائع ہوئے۔ اس صورتحال پر جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ نے یہ مقالہ تحریر فرمایا۔ جس کا نام:

۲...... قادیانی مسئلہ اور اس کا نیا اور پیچیدہ تر مرحلہ: تجویز فرمایا۔ یہ مقالہ پہلے ڈاکٹر صاحب کے رسالہ خدام القرآن میں شائع ہوا۔ پھر آپ نے اسے علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔ اس جلد میں اسے شائع کرنے کی اللہ رب العزت نے توفیق رفیق فرمائی۔

⁕...... گجرات شاہ دولہ گیٹ کے باسی جناب امان اللہ صاحب تھے۔ ان کے عزیزوں میں قادیانیت ایسی

لعنت کے اثرات در کر آئے۔ آپ نے ان کو سمجھانے کے لئے ایک رسالہ ترتیب دیا۔ جس میں (۱) ثابت کیا کہ دور اوّل کے جھوٹے مدعیان نبوت اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت میں مماثلت، اس بات کی دلیل ہے کہ ان تمام ملعونین کے دل آپس میں ملے ہوئے تھے۔ (۲) مرزا قادیانی باپ، مرزا محمود قادیانی بیٹا دونوں کی تحریرات میں تضاد۔ (۳) مرزا قادیانی کے اپنے کلام میں تضاد کے دلائل اس مختصر کتابچہ میں آپ نے اچھوتے انداز میں جمع کئے اور اس رسالہ کا نام تجویز کیا:

۳...... مرزا کی کہانی اس کی اپنی زبانی: الحمد للہ! کہ اس جلد میں اس رسالہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

❁...... مجلس احرار اسلام ہند کے رہنما جناب عبدالرحیم عاجز امرتسریؒ (ولادت ۱۸۹۶ء، امرتسر، وفات یکم رمئی ۱۹۵۳ء، لاہور) اپنے دور کے نامور شاعر تھے۔ جناب مرزا غلام نبی جانبازؒ اور جناب سائیں محمد حیات پسروریؒ آپ سے اصلاح لیتے تھے۔ جناب عبدالرحیم عاجز امرتسریؒ کی پنجابی زبان کی دو نظمیں:

۴...... قادیانی دجل: کے نام سے چارورقی پمفلٹ میں شائع شدہ ملیں۔ اس جلد میں ان کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

❁...... ڈیرہ غازیخان کے علاقہ سے تعلق رکھنے والے دو بزرگ استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحبؒ نے ملتان آکر ''کتب خانہ'' قائم کیا۔ جس کا نام مکتبہ صدیقیہ رکھا۔ یہ دونوں حضرات بھائی تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ بہت بڑے عالم ربانی تھے۔ آپ جامعہ خیر المدارس اور قاسم العلوم ملتان میں استاذ الحدیث بھی تھے۔ اخلاص وتقویٰ کا پیکر تھے۔ آپ کو اللہ رب العزت نے درمند عالم دین کا دل نصیب فرمایا تھا۔ آپ نے مکتبہ صدیقیہ سے، بہت سی درسی اور دیگر کتب شائع کیں۔ آپ نے ملتان سے ماہنامہ ''الصدیق'' بھی جاری کیا۔ جو اپنے دور میں نامور دینی، ادبی و معلوماتی رسائل میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کے برادر حضرت مولانا عبدالرحیمؒ ڈیروی نے ''الصدیق'' میں شائع ہونے والے ردقادیانیت پر اہم مضامین کو پمفلٹوں ورسائل کی شکل میں شائع کرنا شروع فرمایا تھا۔ ہمیں آپ کے تین رسائل ملے ہیں۔

۱/۵...... مرزائیوں کے خطرناک ارادے:

۲/۶...... مرزائیوں کا اصلی چہرہ:

۳/۷...... مرزائیوں کی خوفناک سیاسی چالیں: ان تینوں رسائل کو ہم احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ''مرزائیوں کے خطرناک ارادے'' ماہنامہ الصدیق ملتان ماہ جمادی الاوّل ۱۳۷۱ھ میں شائع ہوا تھا۔ اس میں قادیانیوں کے سیاسی خطرناک عزائم کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ باسٹھ سال بعد شائع ہو رہا ہے۔ دوسرا رسالہ ''مرزائیوں کا اصلی چہرہ'' اس میں قادیانیوں کے خلاف اسلامی عقائد کو بیان کیا گیا ہے۔ تیسرا رسالہ ''مرزائیوں کی خوفناک سیاسی چالیں'' کا موضوع، نام سے واضح ہے۔ پڑھیں کہ ہمارے بزرگوں کی محنت ہے۔

❁...... مشرقی پنجاب کے مردم خیز خطہ امرتسر کے نامور عالم دین اور مذہبی رہنما، پیر طریقت حضرت مولانا پیر غلام

مصطفیٰ صاحبؒ قاسمی تھے۔ جو امرتسر کے مفتی تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰ صاحبؒ قاسمی کے شاگردوں میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ کے صاحبزادے پیر زادہ مولانا محمد بہاء الحق قاسمیؒ (ولادت یکم رمئی ۱۹۰۰ء، امرتسر، وفات ۲رفروری ۱۹۸۷ء، لاہور) تھے۔ آج کل روزنامہ جنگ کے کالم نگار مخدومی ومخدوم زادہ جناب عطاء الحق قاسمی حضرت مولانا بہاء الحق قاسمیؒ صاحب کے صاحبزادہ ہیں۔

مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی نے ردقادیانیت پر کئی کتابچے تحریر فرمائے ہیں۔ ہمیں صرف چار ملے ہیں:

۱/۸...... مطالبۂ حق: اس کا تعارف خود ٹائٹل مصنف مرحوم نے یہ تحریر فرمایا۔ ’’مرزائیوں کو جداگانہ اقلیت قرار دیئے جانے اور سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے علیحدہ کئے جانے کے مطالبہ کے دلائل پر مشتمل مختصر رسالہ ’’مطالبہ حق‘‘ جو ادارہ قاسمیہ وزیر آباد پنجاب نے شائع کیا۔‘‘ تاریخ اشاعت یکم رذیقعدہ ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۴رجولائی ۱۹۵۲ء درج ہے۔

۲/۹...... گستاخ مرزا: یہ رسالہ بھی مولانا محمد بہاء الحق قاسمیؒ کا مرتب کردہ ہے۔ جو انجمن مباہلہ امرتسر نے شائع کیا تھا۔ انجمن مباہلہ کے بانی مبانی مولانا عبدالکریم مباہلہؒ تھے۔ جن کی کتب ورسائل ہم احتساب قادیانیت کی کسی سابقہ جلد میں شائع کر چکے ہیں۔

۳/۱۰...... مرزائی لٹریچر میں توہین انبیاء وصلحاء: یہ رسالہ بھی حضرت مولانا بہاء الحق قاسمیؒ کا ہے۔ جسے انجمن مباہلہ امرتسر نے شائع کیا تھا۔

۴/۱۱...... غذائے مرزا: یہ حضرت مولانا بہاء الحق صاحب قاسمیؒ کا ایک مضمون ہے۔ جو غالباً اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع ہوا۔ بعد میں مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اسے کتابچہ کی شکل میں شائع کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی مولانا بہاء الحق قاسمیؒ کے ردقادیانیت پر رشحات قلم ہیں جن تک رسائی سے ہم محروم رہے۔ ان چار رسائل کی اشاعت پر اللہ تعالیٰ کا لاکھوں لاکھ شکر بجالاتے ہیں۔

۞...... کسی زمانہ میں منڈی رانجھا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ’’انجمن تبلیغ الاسلام‘‘ قائم تھی۔ تقسیم ہند کے بعد مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ بھی ابتداً منڈی رانجھا میں آکر قیام پذیر رہے۔ غالباً یہ اس زمانہ میں آپ نے قائم فرمائی تھی۔ بعد میں اس منڈی رانجھا کے جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحبؒ نے انجمن تبلیغ اسلام کے کام کو سنبھالا۔ دسمبر ۱۹۶۳ء میں آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ جس کا نام تھا:

۱۲...... ابن مریم زندہ ہیں حق کی قسم: اس رسالہ کو شائع کرنے کی سعادت پر اللہ رب العزت کے حضور شکر بجالاتے ہیں۔ ملعون قادیان نے ایک شعر کہا جس میں تھا:

حق کی قسم مر گیا ابن مریم

اس مصرعہ کے جواب کو اس کتابچہ کا عنوان بنایا گیا۔ قارئین کرام! یہ جان کر خوشی محسوس کریں گے۔

عجیب اتفاق ہے کہ فقیر آج ۱۴راپریل ۲۰۱۲ء کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس پھالیہ میں شرکت کے سلسلہ میں پھالیہ میں قیام پذیر ہے اور پھالیہ میں یہ سطور لکھی جارہی ہیں۔ پھالیہ منڈی رانجھا کے بہت قریب ہے۔ انہیں حضرات کی ان

مخلوں کے صدقہ میں جہاں اللہ رب العزت نے اس کتابچہ کو شائع کرنے کی توفیق دی۔ وہاں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو توفیق سے سرفراز فرمایا۔ پاکستان بننے کے بعد اس علاقہ میں یہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس پہلا یہ پہلی بار اتنے بڑے پیمانہ پر منعقد ہو رہی ہے کہ اس پر جتنا اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس کانفرنس میں گجرات، جہلم، منڈی بہاء الدین کے تین اضلاع سے عوام شرکت کر رہے ہیں۔ کانفرنس اپنی نوعیت کی مثالی کانفرنس ہے۔ حق تعالیٰ اسے کامیابی سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

⚙...... لودھراں شہر کسی زمانہ میں ملتان کی تحصیل ہوا کرتا تھا۔ آج خود ضلع ہے۔ لودھراں شہر میں حضرت مولانا محمد موسیٰ مرحوم (ولادت ۲۰ رجولائی ۱۹۲۹ء، وفات ۲۶ رفروری ۲۰۰۳ء) ہوتے تھے۔ مولانا محمد موسیٰ بن محمد حسین بن حاجی محمد بن میاں پیرن بن مولانا غلام حسین بن حافظ نور محمد۔ حافظ نور محمد صاحب ڈھوری اڈہ ضلع لیہ کے رہائشی تھے۔ وہاں ہی آپ کا مزار مبارک بھی ہے۔ ان کے بیٹے مولانا غلام حسینؒ صاحب لیہ سے بہاولپور آ گئے۔ یہاں نواب آف بہاولپور کے خدام خاص میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی قبر مبارک ملوک شاہ قبرستان بہاولپور میں ہے۔ نواب صاحب نے ان کو ایک مربعہ زمین دی تھی جو دریا برد ہوگئی تو ان کے بیٹے میاں پیرن لودھراں آ گئے۔ لودھراں، بہاولپور ایک دوسرے کے ہمسایہ شہر ہیں۔ صرف درمیان میں دریائے ستلج ہے۔ جس کا پانی ایوب خان نے ایسے بجھدار فوجی حکمران نے انڈیا کو فروخت کر کے ریاست بہاولپور کے زرعی علاقہ کو بھی ریگستان میں تبدیل کر دیا۔ میاں پیرن کے بیٹے حاجی محمد ان کے بیٹے محمد حسین ان کے بیٹے مولانا محمد موسیٰ ہمارے ممدوح ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مولانا محمد حسین صاحب سے حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا محمد شریف کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ، مولانا جمال الدینؒ، مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ ایسے اکابر تھے۔ مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ نے لودھراں میں مدرسہ خیر العلوم قائم کیا اور لودھراں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی داغ بیل ڈالی۔ یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے۔

تب مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست حضرت مولانا سید بشیر احمد شاہ کاظمیؒ تھے۔ امیر حافظ غلام رسولؒ ناظم اعلیٰ مولانا محمد موسیٰؒ، خازن صوفی محمد علی صاحبؒ مقرر ہوئے۔ تب سے لے کر وفات تک لودھراں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جھنڈا کو حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ نے بلند کئے رکھا۔ مولانا محمد موسیٰ صاحب بہت ہی جفاکش عالم دین تھے۔ دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہر باطل سے ٹکرانا آپ کا شیوہ تھا۔ قادیانیت کے خلاف اللہ رب العزت کی بے نیام تلوار تھے۔ قادیانی کتب پر بھرپور عبور تھا۔ جہاں قادیانیت سر نکالتی، یہ قادیانی کتب سائیکل پر رکھتے اور وہاں جا موجود ہوتے۔ مولانا محمد موسیٰ واقعتاً لودھراں میں قادیانیت کے فرعون کے سامنے لکل فرعون موسیٰ کا مصداق تھے۔ لودھراں کے قرب وجوار میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا خدا بخش شجاع آبادیؒ، مولانا قاضی محمد اللہ یار خان کو بلوا کر ختم نبوت کی صداؤں کو بلند کرتے تھے۔ آپ نے جمعیت علماء اسلام کے قیام اور اس کے پروگرام کو آگے بڑھانے میں یادگار اسلاف حضرت مولانا سید بشیر احمد شاہ صاحب کاظمیؒ کے دست وبازو کے طور پر مثالی خدمات سرانجام دیں۔ غرض ایک مخلص عالم دین میں جو خوبیاں ہونی چاہئے تھیں وہ آپ میں علیٰ وجہ الاتم موجود تھیں۔ مولانا

محمد موسیٰ صاحبؒ کے چار رسائل اور دو اشتہارات رد قادیانیت پر ہمیں میسر آئے جن کے نام یہ ہیں:

۱۳/۱...... لودھراں شہر میں مرزائیوں کی یلغار اور مسلمانان لودھراں کی فریاد:

۱۴/۲...... فرقہ غلام احمدی (مرزائیت) کی حقیقت:

۱۵/۳...... مقام محمدیت اور دجل مرزائیت:

۱۶/۴...... خاتم الانبیاء کی عدالت میں مرزا غلام احمد کو سزا اور حقیقت:

۱۷/۵...... آنجہانی مرزا قادیانی، کرشن تھا یا دجال؟ (اشتہار):

۱۸/۶...... آنجہانی مرزا قادیانی، مرد تھا یا عورت؟ (اشتہار):

یہ چار رسائل اور دو اشتہار حضرت مولانا مرحوم کے رشحات قلم فقیر کو دستیاب ہوئے۔ اس جلد میں شامل کرنے پر دلی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ الحمد للہ!

❁...... ۱۰ر اپریل ۱۹۶۵ء کوڈاور نزد چناب نگر (ربوہ) میں مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ اور قادیانی مناظر قاضی نذیر سے ختم نبوت پر مناظرہ ہوا۔

دوسرے مناظرہ کے لئے ۲۰ر اپریل ۱۹۶۵ء کی تاریخ طے تھی کہ حیات مسیح علیہ السلام اور کذب مرزا پر مناظرہ ہوگا۔ پہلے مناظرہ میں قادیانیوں کو مولانا لال حسین اخترؒ نے ایسی ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا کہ ۲۰ر اپریل ۱۹۶۵ء کو قادیانیوں کو میدان مناظرہ میں آنے کی جرأت نہ ہوپائی۔ اس مناظرہ کی چند صفحاتی رپورٹ مسلمانان ڈاور نے شائع کی۔ جس میں اس مناظرہ میں مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا سید احمد شاہ چوکیرہؒ، علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا محمد نافع جامع محمدی، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا خدا بخش بھیرویؒ، مولانا عبدالمالک خان حال شیخ الحدیث منصورہ شریک ہوئے۔ اس مناظرہ کی مختصر رپورٹ پر مشتمل یہ رسالہ:

۱۹...... مرزائیوں کی شکست فاش کا دلچسپ نظارہ، ربوہ کے نزدیک ایک مناظرہ: اس جلد میں شائع کرنے پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے ہیں۔

❁...... سیالکوٹ کی ایک مرنجاں مرنج دینی شخصیت حضرت مولانا نعیم آسیؒ (ولادت ۱۹۳۹ء، وفات ۹ر نومبر ۱۹۹۰ء سیالکوٹ) تھے جو شیخ الحدیث حضرت مولانا حامد میاںؒ بانی جامعہ مدنیہ لاہور کے مرید خاص تھے۔ مولانا نعیم آسیؒ نے مسلم اکادمی کے نام پر سیالکوٹ میں ادارہ قائم کیا۔ آپ بہت اچھے معیاری لکھاری تھے۔ آپ کے مضامین اس زمانہ میں ہفت روزہ چٹان لاہور میں آغا شورش کاشمیریؒ شائع کیا کرتے تھے۔ مولانا نعیم آسیؒ جمعیت علماء اسلام سیالکوٹ کے روح رواں تھے اور ایک مسجد کے خطیب بھی تھے۔ خوب علم دوست انسان تھے۔ آپ کی رد قادیانیت پر ایک کتاب اور ایک رسالہ ہمیں دستیاب ہوئے۔ کتاب کا نام ہے:

۲۰/۱...... اقبال اور قادیانی: یہ کتاب مئی ۱۹۷۴ء میں آپ نے شائع کی اور جو رسالہ ملا اس کا نام ہے:

۲۱/۲...... قادیانی مسئلہ آئینی ترمیم کے مطابق قانون سازی کا تقاضہ کرتا ہے: یہ رسالہ فروری ۱۹۷۸ء

میں شائع ہوا۔ مولانا نعیم آسیؒ جوانی میں جاں بحق ہوئے۔ ان کے رشحات قلم کو شائع کرنے پر دل مسرتوں سے لبریز ہے کہ وہ فقیر کے بہت اچھے دوست تھے۔ ہمارے حضرت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے منظور نظر تھے۔ رحمة الله تعالىٰ رحمة واسعة!

﴿...... کراچی کے درویش صفت ایک بزرگ تھے جناب الحاج محمد مسلم دیوبندی بن برکت اللہ۔ ٹھٹھائی کپاؤنڈ کراچی میں کپڑا کی تجارت کرتے تھے۔ آپ نے سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کی تفسیر وترجمہ کشف الرحمٰن دو جلدوں میں شائع کر کے مفت تقسیم کی۔ آپ کے اس زمانہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کراچویؒ سے نیازمندانہ تعلقات تھے۔ آپ ہفتہ وار لولاک فیصل آباد کے مستقل قاری تھے۔ ردقادیانیت پر مختلف رسائل لولاک اور حضرت مولانا نور محمد صاحب پٹیالویؒ کی کتب سے بہت سارا مواد لے کر اپنی ترتیب سے دو کتابیں مرتب کر کے شائع کیں۔

۱/۲۲...... اسلامیہ پاکٹ بک:

۲/۲۳...... حقیقت مرزا: یہ دونوں کتابیں احتساب قادیانیت کی جلد نمبر ۴۴ میں شامل اشاعت ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس جلد میں:

۱......	حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب	کی	۱	کتاب
۲......	جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب	کا	۱	رسالہ
۳......	جناب امان اللہ صاحب	کا	۱	رسالہ
۴......	جناب عبدالرحیم عاجز صاحب	کا	۱	رسالہ
۵......	حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب ڈیروی	کے	۳	رسائل
۶......	حضرت مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی	کے	۴	رسائل
۷......	جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب	کا	۱	کتابچہ
۸......	حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب لودھراں	کے	۶	رسائل
۹......	مسلمانان ڈاور	کا	۱	رسالہ
۱۰......	حضرت مولانا محمد نعیم آسی صاحب سیالکوٹ	کے	۲	رسائل
۱۱......	جناب حاجی محمد مسلم صاحب دیوبندی	کی	۲	کتب

....

گویا گیارہ حضرات کے کل ۲۳ رسائل وکتب

اس جلد میں شامل ہیں۔ اگلی جلد کی آمد تک کے لئے دعاؤں کی درخواست کے ساتھ اجازت۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۲۱؍جمادی الاوّل ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۱۴؍اپریل ۲۰۱۲ء

آہ! جناب قاری عبدالسلامؒ!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

ایک زمانہ تھا کہ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کا طوطی بولتا تھا۔ موصوف نے تقریباً پچاس سال توحید وسنت، ختم نبوت، عظمت اصحاب واہل بیتؓ رسول کا ڈنکا بجایا۔ موصوف اپنی طرز کے خود موجد تھے۔ اللہ پاک نے انہیں خطیبانہ صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ ان کی خطابت سے ہزاروں لوگوں کے ایمان واعمال کی اصلاح ہوئی۔ جہاں ان کی خطابت نے عوام میں جادو جگایا۔ وہاں نوجوان علماء کرام پر بھی اثر انداز ہوئے اور ان نوجوانوں کے حلقہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب طرز خطیب مولانا قاری عبدالسلامؒ تھے۔ قاری صاحب نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ (جوانی) عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت میں خرچ کیا۔ موصوف کا تعلق بہاولنگر چشتیاں سے تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ مبلغ مولانا خدا بخشؒ جو چند سال پہلے انتقال فرماگئے۔ ان سے دوستانہ قائم ہوا۔ جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف ہوگیا۔ موصوف مولانا خدا بخشؒ کے ساتھ بہاولنگر کے قریہ قریہ، بستی بستی، چک چک، دیہاتوں اور شہروں میں پھرے اور قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ مولانا خدا بخشؒ کے ساتھ مل کر بھرپور جدوجہد کی۔

محکمہ اوقاف میں ملازمت اختیار کی۔ چشتیاں، حاصل پور، وہاڑی سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچے اور صوبائی خطیب کے عہدہ تک ترقی کی۔ لاہور محکمہ اوقاف کی قدیم مسجد نیلا گنبد میں اپنی خطابت کا جادو جگاتے رہے۔ بندہ کے قیام لاہور ۱۹۹۰ء تا ۲۰۰۰ء کے دوران بیسیوں ملاقاتیں رہیں۔ جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن کے ختم قرآن کی تقریبات میں شرکت فرماتے رہے۔ شعلہ بیانی اور طرز سے ملے جلے انداز میں خطاب فرماتے۔ سرگودھا کے گول چوک کی مسجد جو محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ ایک عرصہ تک خطیب رہے اور اپنی خطابت کے مؤثر اثرات چھوڑے۔

کافی عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آرہے تھے اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کے مصداق شوگر کا اثر گردوں پر پڑا اور گردے کام چھوڑ گئے۔ ۲۵ر جون ۲۰۱۲ء بعد نماز عصر نماز جنازہ جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر کے مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا جلیل احمد اخون مدظلہ نے پڑھائی۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء کرام، طلباء اور عوام نے شرکت کی۔ انہوں نے گلبرگ ٹاؤن چشتیاں میں جامعہ رحمانیہ کے نام سے ادارہ یادگار چھوڑا۔ ان کی عمر تقریباً ۶۰ سال تھی۔ ابتدائی تعلیم جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر سے حاصل کی۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں پڑھتے رہے۔ دورہ حدیث جامعہ قاسم العلوم فقیروالی سے کیا۔ ان کے اساتذہ کرام میں مولانا فضل محمدؒ بانی جامعہ قاسم العلوم فقیروالی، مولانا محمد عبداللہ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال، مولانا نیاز احمد اخون بہاولنگر، مولانا مختار احمد خطاری، علامہ غلام رسول، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی ساہیوال سرفہرست تھے۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیأت سے درگزر فرمائیں۔ آمین!

اکتیسواں سالانہ ختم نبوت کورس کے شرکاء!

مولانا غلام رسول دین پوری!

کورس میں اس سال شرکاء کی مجموعی تعداد ۲۶۸ تھی۔ ان سب کا امتحان ہوا۔ امتحان میں تین طالب علموں نے پوزیشن حاصل کی۔ جن کے نام بالترتیب یہ ہیں۔ رول نمبر ۱۰۵ر محمد وسیم بن حاجی محمد اسلم جن کا تعلق لودھراں سے۔ انہوں نے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ رول نمبر ۶۵ر محمد صہیب بن محمد صدیق جن کا تعلق ننکانہ صاحب سے ہے۔ انہوں نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ رول نمبر ۱۲۷ر اکرام اللہ خان بن فتح خان نیازی جن کا تعلق میانوالی سے۔ انہوں نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

اسی طرح حسب سابق طلباء کے مابین تقریری مقابلہ ہوا۔ جن میں سے منتخب چالیس طلباء نے حصہ لیا۔ ان میں سے بھی تین طالب علموں نے پوزیشن حاصل کی۔ رول نمبر ۱۳۶ر محمد صہیب بن میاں محبوب احمد نے تقریری مقابلے میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ رول نمبر ۲۱ر محمد خبیب بن رفیق احمد۔ اس نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ رول نمبر ۱۵۶ر محمد منان بن محمد رفیق۔ اس نے تقریری مقابلے میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ان چھ طلباء کو بزرگوں کے ہاتھوں خصوصی انعام سے نوازا گیا۔ کورس میں جن حضرات نے شرکت کی ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

اسمائے گرامی شرکاء کورس

1	محمد عزیز	ابراہیم خان	میانوالی
2	محمد تنویر الیاس	محمد الیاس	نارووال
3	محمد شعیب	اعجاز علی	قصور
4	محمد آصف	محمد بوٹا	قصور
5	محمد ارشاد	ملک آمان	مانسہرہ
6	محمد طیب	اختر علی	لاہور
7	فراز پاشا	زاہد نوید پاشا	وہاڑی
8	فخر الدین	محمد اسرار الدین	چترال
9	ثناء اللہ	مولانا نذیر احمد	ڈی جی خان
10	محمد ولی اللہ	قاری فضل رحیم	سوات
11	عبدالقدیر	اکبر خان	ہری پور
12	محمد ابرار	محمد خورشید	آزاد کشمیر
13	عازق حسین	شاہ محمد	جموں کشمیر
14	محمد حسین منور	محمد منور حسین	بہاول پور
15	تنزیل الرحمٰن	خلیل الرحمٰن	بہاول پور
16	دین محمد	تاج محمد	قلات
17	عبدالرحمٰن	صلاح الدین	قلات
18	عبدالبصیر	علی حیدر	ہری پور
19	محمد شعیب	سہراب خان	قصور
20	محمد عرفان طارق	محمد ایوب	قصور
21	محمد خبیب	رفیق احمد	ٹوبہ
22	زاہد معاویہ	اصغر علی	ٹوبہ
23	عبدالرحمٰن	لیاقت علی	گوجرانوالہ
24	عبدالقدیر	غلام حسین	گھوکی

25	محمد ساجد	سلطان محمود	بھکر
26	محمد عمران طارق	اللہ دتہ	جھنگ
27	محمد اعظم طارق	منظور حسین	جھنگ
28	عبیداللہ	حافظ اللہ دتہ	جھنگ
29	شفیق الرحمن	عبدالرحمن	بہاول پور
30	محمد سہیل	عبدالشکور	بہاول پور
31	اظہر مسعود	رحمت اللہ	بہاول پور
32	محمد صداقت	عالم زیب	مانسہرہ
33	محمد سعید	غلام یحییٰ	ہری پور
34	عبدالوارث	محمد اسحاق	مانسہرہ
35	محمد ابرار حق	محمد مجیب حق	ایبٹ آباد
36	سید فاروق شاہ	سید فقیر محمد شاہ	مانسہرہ
37	محمد ابرار	محمد الیاس	ایبٹ آباد
38	محمد انیس	محمد شعیب	ایبٹ آباد
39	الطاف حسین	عبدالرحمن	ایبٹ آباد
40	عبدالمالک	تاج محمد	مانسہرہ
41	محمد طیب	عمر حیات	ٹوبہ
42	محمد ندیم عباس	محمد احمد	ٹوبہ
43	سید مظفر محمود	سید احمد شاہ	مظفر گڑھ
44	محمد ثاقب غفور	عبدالغفور	چنیوٹ
45	عارف حسین	فیاض گل	ہری پور
46	فیاض خان	ریاض خان	اٹک
47	عبدالرحمن	عبدالرشید	اٹک
48	شکیل احمد	خدا بخش	ڈی آئی خان
49	محمد وقاص	ظہور احمد	چنیوٹ
50	عطاء الرحمن	عطاء اللہ	استور
51	فہیم الحق	ثناء الدین	نوشہرہ

52	محمد اسرار	فضل وہاب	نوشہرہ
53	فواد علی	فضل ربی	نوشہرہ
54	توصیف عالم	زکریا	نوشہرہ
55	محمد عابد	مشتاق علی	نوشہرہ
56	احمد علی	حضرت نبی	نوشہرہ
57	محسن علی	محمد علی سپرار	چنیوٹ
58	محمد یحییٰ	ذاکر الرحمن	ایبٹ آباد
59	محمد خالد حیدری	محمد حسین	بہاول نگر
60	محمد اعجاز	محمد نواز	چنیوٹ
61	زاہد معروف	محمد معروف	مانسہرہ
62	عبداللہ اقبال	افتخار احسن	فیصل آباد
63	محمد آصف	عظمت اللہ	ڈی جی خان
64	صالح محمد	محبوب شاہ	شیرانی
65	محمد صہیب	محمد صدیق	ننکانہ
66	عمر حیات	موج خان	لاہور
67	محمد نوید	محمد شبیر	فیصل آباد
68	محمد طلحہ	ثاقب رفیق	چنیوٹ
69	محمد نافع	مولانا عطاء اللہ	فیصل آباد
70	اکرم شاہ	محمد نور	زیارت
71	خالد محمود	محمود حسین	فیصل آباد
72	محمد عاشر	بشیر احمد	گوجرانوالہ
73	آصف محمود	جمعہ خان	اوکاڑہ
74	محمد عدیل	محمد صادق	فیصل آباد
75	محمد شہروز	نذیر احمد	قصور
76	سیف اللہ	محمد اسلم	کراچی
77	عبدالرؤف	رستم خان	کراچی
78	وجاہت دین	محمد مقبول خان	استور

79	عبدالرحمٰن	دین دار حمید	مردان
80	سید نعیم شاہ	سید سلطان شاہ	بگرام
81	مشتاق احمد	مولانا فضل معبود	بگرام
82	ہدایت اللہ	حمزہ خان	نوشہرہ
83	طارق عزیز	عبدالقادر	استور
84	عدنان سلیم	محمد سلیم کیانی	پونچھ
85	سعید علی	خان محمد	بگرام
86	محمد شعیب	شیر خان	اسلام آباد
87	عبدالوحید	محمد اسلم	لاہور
88	محمد معاذ احمد	محمد الیاس	لاہور
89	محمد عثمان	عمر حیات	سرگودھا
90	امیر معاویہ	محمد سرور	لاہور
91	حمید اللہ	سید اعظم خان	دیر
92	خان زیب	امیر زیب	مردان
93	خالد زبیر	محمد یوسف	خانیوال
94	عصمت اللہ	اللہ دتہ	لاہور
95	محمد ارسلان	محمد سجاد	لاہور
96	محمد رفیق	چار محمد	موسیٰ خیل
97	محمد یعقوب	خالد محمود	ڈی جی خان
98	قیصر احسان	محمد حنیف	خانیوال
99	محمد اویس	حافظ محمد رفیق	خانیوال
100	محمد اسماعیل	محمد رمضان	راجن پور
101	عامر شہزاد	ظفر اقبال	ملتان
102	نعمان احمد	رفعت محمود	گجرات
103	عمار یاسر	عبدالرزاق	سیالکوٹ
104	محمد انس حمید	عبدالحمید	سیالکوٹ
105	محمد وسیم	مہر اسلم	لودھراں

106	اسرار احمد	غلام قادر	نوشہرہ فیروز
107	محمد احمد	عبداللہ	نوشہرہ فیروز
108	محمد رفیق	محمد شریف	خیرپور میرس
109	فضل الرحمٰن	شاہ محمد سومرو	خیرپور میرس
110	ممتاز احمد	امام دین	پاکپتن
111	محمد مظہر	قاری محمد انور	خیرپور میرس
112	عبداللہ	عبدالحمید	خیرپور میرس
113	محمد زبیر	محمد حسن	لاہور
114	محمد عبداللہ	محمد الیاس	قصور
115	محمد عمر فاروق	عبدالحمید	قصور
116	ساجد علی	محمد الیاس	لاہور
117	محمد نعمان	علاؤالدین	ٹانک
118	محمد اسحاق	مولوی نذیر احمد	مظفرگڑھ
119	محمد سلمان	حاجی صادق محمد	مظفرگڑھ
120	محمد شاہد تاج	تاج محمد	بہاولپور
121	محمد الیاس	عمران خان	لاہور
122	محمد رمان	عبداللہ	وہاڑی
123	عبدالماجد	حبیب احمد	بہاولپور
124	محمد نعیم الدین	خلیل احمد	بہاولپور
125	عمران حبیب	حبیب احمد	بہاولپور
126	محمد ارشاد	شیر محمد	بہاول نگر
127	اکرام اللہ	فتح خان	میانوالی
128	محمد ثناء اللہ	محمد عبیداللہ	بہاولپور
129	محمد یاسین	اللہ دتہ	بہاول نگر
130	بلال احمد	محمد فطاہراز	شیخوپورہ
131	عتیق الرحمٰن	اظہر حسین	قصور
132	عبدالرحمٰن	محمد رمضان	لودھراں

133	قاری محمد یعقوب	حافظ ممتاز احمد	رحیم یار خان
134	حافظ خالد محمود	غلام محمد	بہاول پور
135	محمد اجمل	خادم حسین	لودھراں
136	محمد صہیب	میاں محبوب احمد	رحیم یار خان
137	محمد زکریا	معاذ خان	پشاور
138	ہارون رشید	فقیر خان	پشاور
139	سمیع اللہ	اقبال حسین	پشاور
140	رفاقت اللہ	عنایت اللہ	پشاور
141	شہزادہ	ریدی گل	پشاور
142	محمد حذیفہ	شیر محمد	پشاور
143	تیمور احمد	منظور احمد	میر پور خاص
144	داؤد خان	محمد یوسف	مردان
145	فرحان الدین	احسان الدین	مردان
146	محمد حامد خاکوانی	محمد عابد خاکوانی	ملتان
147	خالد محمود	حافظ عبدالغفور	شیخوپورہ
148	عبدالرحمٰن	جمیل ارشد	فیصل آباد
149	اویس فاروقی	میاں نذر دین	ٹوبہ
150	محمد صداقت	محمد صدیق	فیصل آباد
151	محمد طیب	مختار احمد آسی	فیصل آباد
152	منور حسین	نور محمد	قصور
153	محمد بلال صدیق	نور محمد جھنگوی	جھنگ
154	محمد نعمان	قاری منیر احمد	فیصل آباد
155	عبدالرحیم	محمد سلیم	فیصل آباد
156	محمد منان بشیر	محمد رفیق	بہاول نگر
157	محمد صہیب احمد	قاری محمد احمد	فیصل آباد
158	عامر اقبال	محمد اقبال انجم	بہاول نگر
159	سمیع الرحمٰن	ممتاز احمد	فیصل آباد
160	حسنین معاویہ	ظفر اقبال	فیصل آباد
161	عبدالاحد	محمد رمضان	فیصل آباد
162	محمد یوسف	منظور حسین	گجرات
163	محمد اصغر	محمد انار خان	راولپنڈی
164	عتیق الرحمٰن	محمد سلامت	قصور
165	محمد ذیشان	بہرام خان	مردان
166	محمد توصیف احمد	جمال دین	لودھراں
167	محمد آصف علی	محمد علی	چنیوٹ
168	محمد عثمان	محمد عباس	شیخوپورہ
169	عبدالوحید اختر	محمد ثناء اللہ	بہاول نگر
170	عامر شہزاد	غلام حیدر شاکر	چنیوٹ
171	محمد نوید طوفانی	محمد اسلم	سرگودھا
172	محمد جمیل	عبدالحفیظ	لاہور
173	حبیب اللہ	قاری محمد حیات	قصور
174	محمد سفیان	نذیر احمد	رحیم یار خان
175	احسان الحق	محمد بوٹا	رحیم یار خان
176	زبیر احمد	افسر خان	خیر پور میرس
177	عبدالحنان	عبدالرحمٰن	نوشہرو فیروز
178	عبدالسلام	محمد مٹھن	خیر پور میرس
179	غلام اللہ	مولانا امام دین	سانگھڑ
180	محمد جعفر	اللہ رکھا	راجن پور
181	مجیب الرحمٰن	محمد وکیل	خیر پور میرس
182	محمد طاہر	محمد جمیل	رحیم یار خان
183	غلام مصطفیٰ	حاجی صدور	خیر پور میرس
184	رضا محمد ربانی	نیاز محمد	خیر پور میرس
185	حماد اللہ	محمد عیسیٰ	خیر پور میرس
186	محمد ایاز	محمد ہارون	شکار پور

187	عبدالعظیم	محمد یونس	خیر پور میرس
188	محمد اسلم	عبدالغفار	ژوب
189	محمد حذیفہ	فضل الرحمٰن	رحیم یار خان
190	محمد ساجد	عبدالرزاق	بہاول پور
191	محمد ابوبکر رشید	عبدالرشید	بہاول پور
192	محمد ابوبکر	حفیظ الرحمٰن	بہاول پور
193	محمد ارشد حنیف	محمد حنیف	لودھراں
194	محمد طارق	حافظ غلام قاسم	بہاول پور
195	حنیف الرحمٰن	قاری حفیظ الرحمٰن	بہاول پور
196	ضیاء الرحمٰن	حاجی محمد موسیٰ	مظفر گڑھ
197	محمد عطاء الرحمٰن	حاجی محمد موسیٰ	مظفر گڑھ
198	محمد مدنی	محمد حنیف	لودھراں
199	محمد حبیب	خلیل الرحمٰن	ملتان
200	محمد حزل	حاجی محمد اجمل	بہاول پور
201	سعد کامران	خالد محمود	گجرات
202	عبیدالرحمٰن	اشفاق احمد	گوجرانوالہ
203	محمد اکمل	محمد افضل	بہاول پور
204	اعجاز حسین	محمد عبداللہ	چنیوٹ
205	عمران خان	محمد حیات	چنیوٹ
206	پشاور	فضل الرحمٰن	محمد شریف
207	عبدالوہاب	محمد عثمان	کراچی
208	مدثر احمد	عبدالستار	کراچی
209	محمد حسام	عبدالمعین	کراچی
210	عابد الرحمٰن	صابر حسین	راولپنڈی
211	محمد عادل	محمد عمر	کراچی
212	بلال احمد	خلیل احمد	کراچی
213	عبدالجبار	محمد انور	کراچی
214	محمد عرفان	عبدالرحیم	کراچی
215	قاضی محمود	قاضی حماد	کراچی
216	عبدالصمد	حسن خان	ژوب
217	محمد امیر حمزہ	قاری فتح محمد	سرگودھا
218	محمد یار	شاہ محمد	چنیوٹ
219	اکرام الحق محمود	محمود الحسن	ملتان
220	محمد صدیق	خدا بخش	ملتان
221	محمد موسیٰ	عاشق محمد	مظفر گڑھ
222	محمد زکریا	حاجی عبدالرزاق	مظفر گڑھ
223	محمد ندیم	عبدالمالک	مظفر گڑھ
224	محمد اسحاق	شاکر اللہ خان	رحیم یار خان
225	محمد زبیر	محمد اکرم	وہاڑی
226	محمد طارق	محمد امیر	وہاڑی
227	محمد محمود	محمد قاسم	وہاڑی
228	محمد عمران	محمد نواز	وہاڑی
229	محمد افتخار	حاجی شیر محمد	چنیوٹ
230	حاجی محمد اختر	محمد اکبر	چنیوٹ
231	محمد عمر جمیل	محمد جمیل	گوجرانوالہ
232	محمد عمران جاوید	محمد جاوید اقبال	رحیم یار خان
233	محمد تمیم اختر	علی محمد	رحیم یار خان
234	عبدالقیوم	عبدالمجید	نارووال
235	شیر عالم	شیر خان	چنیوٹ
236	سمیع اللہ	عبدالمجید	مظفر گڑھ
237	انوار الحق	محمد خطاب	صوابی
238	محمد بہادر	محمد یعقوب	گوجرانوالہ
239	عبدالرشید	غلام شبیر	ٹانک
240	حبیب اللہ	امیر بخش	رحیم یار خان

241	حافظ محمد ہاشم	فقیر احمد	مردان
242	سید نجیب اللہ	سید سیف اللہ	خیبر ایجنسی
243	ماجد یاسین	حاجی محمد رمضان	جھنگ
244	محمد ریاض	محمد یوسف	چنیوٹ
245	محمد نوراللہ	شیر زمین	مہمند ایجنسی
246	محمد عامر امین	محمد شریف	ٹوبہ
247	محمد شاہد عقیل	محمد عبدالمجید	ساہیوال
248	عبدالغفار	محمد مشتاق	نارووال
249	محمود الحسن	محمد یوسف	نوشہرہ
250	ابوالمسیب	محمود احمد	قصور
251	محمد عزیز سلیم	سلیم اختر	قصور
252	محمد راشد	خلیل احمد	لاہور
253	سلمان خان	حاجت علی خان	کوہاٹ
254	محمد اویس	محمد عبدالواجد	لاہور

255	عبدالشکور	مولوی عبدالعزیز	ایبٹ آباد
256	محمد ابوبکر	محمد اکرم	ٹنڈو محمد خان
257	نجیب الاسلام	نجم الاسلام	چارسدہ
258	لقمان خان	تاج میر خان	صوابی
259	محمد ارشاد	مختیار احمد	بہاول پور
260	محمد	مفتی عبدالجبار	کراچی
261	غلام عباس	محمد عنایت	جھنگ
262	محمد صفدر عثمان	محمد ربنواز	جھنگ
263	عبدالمجید	سلمان گل	پشاور
264	عبیدالرزاق	مولانا عبدالرزاق	قصور
265	حفیظ الرحمن	حافظ عبدالکریم	وہاڑی
266	محمد ریاض	حاجی عبدالرحمن	بہاول پور
267	محمد صفدر حسین	محمد انور حسین	چنیوٹ
268	محمد فیاض	غلام رسول	ڈی جی خان

لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

ہمارا عزم فطرت سے قریب تر صحت مند زندگی

قیمت ہمراہ کلاہ و ہمراہ کمھی 1500/- روپے

نسخہ جوہر زیتون

صدق بیانی کی تمام حدود کو ملحوظ رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ

نسخہ جوہر زیتون کی ایک ہی خوراک انشاءاللہ ایک مرتبہ تو مریض گنٹھیا کو بستر مرگ سے اٹھا دیتی ہے

جوہر زیتون: جوڑوں کے درد کا مکمل علاج

تمام نباتات خالق ارض وسماء کے ہی پیدا کردہ ہیں لیکن چند پودوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مقدس کلام میں فرمایا ہے اس طرح ان پودوں کے نام تا ابد کلام الٰہی میں محفوظ ہو گئے ہیں ان میں زیتون کا ذکر باکثرت ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے "قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی ہم نے انسان کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا ہے" قرآن پاک میں زیتون کا لفظ اس کے نام کے ساتھ چھ مرتبہ آیا ہے۔

فوائد جوہر زیتون

- جوہر زیتون: جوڑوں کا درد، کمر درد، ٹانگ کا درد ختم کرتا ہے۔
- جوہر زیتون: پٹھوں کی کمزوری، جوڑوں پر سوج، ورم ختم کرتا ہے۔
- جوہر زیتون: گنٹھیا، مہروں کا درد، سر درد کمزوری ختم کرتا ہے۔
- جوہر زیتون: تمام جسمانی درد کو ختم کر کے یورک ایسڈ کو خارج کرتا ہے۔

قائم شدہ 1950ء

دہلی دواخانہ

0308-7575668
0345-2366562

جوہر زیتون

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے 24 گھنٹے ہیلپ لائن

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ختم نبوت کانفرنس ملکوال

۲۱رجون بروز جمعرات بعد نماز مغرب میلاد چوک ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت حافظ محمد ادریس نے کی۔ جبکہ نعت رسول مقبولؐ امین برادران نے پیش کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری عبدالواحد اور منڈی بہاؤالدین کے مبلغ مولانا محمد قاسم نے سرانجام دیے۔ مقررین میں مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا محمد عمر عثمانی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی کفایت اللہ نے خطاب فرمایا۔ قراردادیں مولانا مفتی صفدر علی نے پیش کیں۔ آخری بیان مولانا محمد عالم طارق کا ہوا اور اختتامی دعا بھی انہوں نے فرمائی۔ کانفرنس رات ڈیڑھ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

معراج النبیؐ کانفرنس عمرکوٹ

عمرکوٹ میں معراج النبیؐ کے عنوان پر کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مقامی علماء کرام کے علاوہ مولانا نور محمد، مولانا یعقوب، مولانا عبدالرحمن جمالی، مولانا صبغت اللہ جوگی اور مبلغ ختم نبوت مولانا مختار احمد نے خطاب کیا۔

جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں شاہین ختم نبوت کے لیکچرز

ہر سال کی طرح امسال یکم سے ۱۰ررمضان المبارک تک مولانا اللہ وسایا نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، رفع ونزول مسیح علیہ السلام، امام مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری کے عنوانات پر لیکچرز دیے۔ جس سے سامعین نے بھرپور استفادہ کیا۔

جامعہ فاروقیہ شجاع آباد میں لیکچرز

جامعہ فاروقیہ شجاع آباد میں گزشتہ کئی سالوں سے دورہ تفسیر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں جامعہ کے اساتذہ کرام مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا قاری صدرالدین ودیگر قرآن پاک کا ترجمہ وتفسیر بیان کرتے ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ میں دورہ تفسیر مکمل کرایا جاتا ہے۔ مجلس کی نمائندگی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے یکم، ۲،۳ررمضان المبارک دورہ تفسیر کے طلبہ کو رد قادیانیت کی تیاری کرائی۔

جامعہ عبیدیہ فیصل آباد میں دورہ تفسیر

جامعہ عبیدیہ فیصل آباد میں گزشتہ کئی سالوں سے شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، سید الاولیاء مولانا عبداللہ بہلویؒ کے طرز پر پیر طریقت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم اور آپ کے رفقاء دورہ تفسیر کراتے ہیں۔ ۲رشعبان سے شروع ہوکر ۱۹ررمضان المبارک دورہ تفسیر جاری رہتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے حکم پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۷، ۸، ۹ررمضان المبارک کو قادیانیت کے شکوک وشبہات اور ان کے جوابات پر لیکچرز دیے۔

بہاولپور میں سالانہ درس قرآن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالہا سال سے جامع مسجد الصادق میں یکم سے ۱۴ رمضان المبارک تک درس قرآن وحدیث کا اہتمام ہوتا ہے۔ حسب سابق امسال بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی عطاء الرحمن، مولانا فضل الرحمن دھرکوٹی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاسم رحمانی اور مولانا اسحاق نے خطابات فرمائے۔

قادیانیت کی تبلیغ پر قادیانی ملزم کی گرفتاری

بھکر کی تحصیل منکیرہ کے چک نمبر ۷۰ رایم ایل میں کچھ قادیانی گھرانے آباد ہیں۔ جنہوں نے قادیانیت کی تبلیغ کو اپنا وطیرہ بنایا ہوا ہے۔ ۲۷ رجون ۲۰۱۲ء کو ایک قادیانی منصور احمد نے مسلمان نوجوانوں کے سامنے قرآن پاک کی مختلف آیات کا غلط ترجمہ کر کے وفات مسیح علیہ السلام پر استدلال کیا۔ اس پر مسلمانوں میں اشتعال کا پیدا ہونا فطری امر تھا۔ ڈاکٹر دین محمد فریدی نے ڈی پی او بھکر کو تمام صورت حال سے بذریعہ درخواست آگاہ کیا۔ ۵ رجولائی کو دفعہ ۲۹۸سی کے تحت منکیرہ تھانہ میں ایف آئی آر درج ہوئی۔ نامزد قادیانی ملزم گرفتار ہوا۔ ۶ رجولائی کو سول جج منکیرہ کی عدالت میں سماعت ہوئی۔ بعد سماعت قادیانی ملزم منصور احمد کو جوڈیشل حوالات میانوالی بھیج دیا گیا۔

قادیانی عبادت گاہ بنانے کی سازش ناکام بنا دی گئی

ٹالی کے نزدیک بیس وائز شکیل قادیانی اپنی عبادت گاہ کی تعمیر کر رہا تھا۔ مبلغ ختم نبوت مولانا مختار احمد اور حافظ منیر احمد وہاں پہنچے اور ان کی تعمیر کا کام رکوادیا گیا۔ ختم نبوت کنری کے صدر ریاض احمد اور محمد ناصر نے ڈی ایس پی صاحب کو مطلع کیا۔ مولانا مختار احمد اور حافظ منیر نے ایس ایچ او بنی سر کو شکیل قادیانی کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی اور ان سے کہا کہ امن وامان قائم رکھتے ہوئے اس معاملے کا نوٹس لیں اور قانونی طریقے سے ان کی اس مختصر عبادت گاہ کو گرایا جائے۔

ضروری وضاحت!

نوجوان عالم دین مولانا توصیف احمد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نئے مبلغ ہیں۔ گزشتہ تین سال دفتر ختم نبوت کراچی میں خدمات انجام دے چکے ہیں۔ مجلس کے دفتر مرکزیہ ملتان کی طرف سے ۱۵ رمحرم الحرام ۲۰۱۱ء سے آپ کا تقرر دفتر ختم نبوت حیدرآباد میں بطور مبلغ اور ذمہ دار کر دیا گیا ہے۔

یاد رہے کہ مولانا محمد نذر عثمانی صاحب نے شوال ۱۴۳۲ھ مطابق ستمبر ۲۰۱۱ء سے مجلس سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اب مولانا عثمانی صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور ذمہ دار نہیں ہیں۔ لہٰذا تمام جماعتی رفقاء کرام اور علماء عظام بسلسلہ تحفظ ختم نبوت دفتر حیدرآباد میں مولانا توصیف احمد سے رابطہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کے لئے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

منجانب:
مرکزی ناظم تبلیغ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

ملک کی معروف ومشہور عظیم دینی درسگاہ

مدرسہ عربیہ ختم نبوت

مسلم کالونی
چناب نگر
ضلع چنیوٹ

شائقین علوم نبویہ کے لیے میں

اعلان داخلہ

10 شوال المکرم 1433ھ

سے درجہ کتب اور درجہ حفظ کے داخلہ کا آغاز ہوگا

اور انشاءاللہ درجہ حفظ کی تعلیم کا آغاز 10 شوال المکرم ہی سے ہوجائیگا

جبکہ درجہ کتب کی تعلیم کا آغاز 15 شوال المکرم سے ہوگا۔ درجہ کتب کی کلاسیں درجہ ابتدائیہ سے درجہ خامسہ تک ہیں، درس نظامی کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم میٹرک تک دی جاتی ہے۔

بحمد اللہ! درس نظامی اور عصری تعلیم کا نتیجہ ہر سال تسلی بخش آتا ہے۔

درجہ حفظ کی پانچ کلاسیں ہیں، درجہ کتب اور درجہ حفظ میں گذشتہ سال تین سو پچاس سے متجاوز طلبہ تھے،

الحمدللہ! درجہ حفظ ودرجہ کتب میں طلبہ کی تعلیم وترتیب کے علاوہ ان کے لیے قیام وطعام اور معقول وظیفہ کا خاطر خواہ انتظام ہوتا ہے۔

داخلہ کے خواہشمند طلبہ کرام جلد از جلد رابطہ فرمائیں!

زیراہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان پاکستان

رابطہ نمبر
047-6212611
0300-6733670

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

سلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی — تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

31 ویں سالانہ عظیم الشان دو روزہ ختمِ نبوۃ کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ 4 جمعرات 5 جمعۃ المبارک اکتوبر 2012

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حکیم العصر مخدوم العلماء ولیٔ کامل
حضرت اقدس مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

توحیدِ باری تعالیٰ — سیرۃ خاتم الانبیاء — مسئلہ ختمِ نبوۃ

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام — عظمتِ صحابہ و اہلِ بیت — اتحادِ اُمت

اور ظہورِ مہدی جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
ملتان: 061-4783486
چناب نگر: 047-6212611